ٹرکی حرم سرا

ٹرکی حرم کے واقعات کو کھلم کھلا نہایت شدومد سے ظاہر کیا ہے
ترکوں کی معاشرتی خرابیوں کو طشت از بام کیا ہے حسن عشق کی
کرشمہ سازیاں کہانی میں بہت ہی دلچسپ اور حسرت انگیز

افسانہ ہے

(مصنفہ)

منشی موہن لعل صاحب ہمدم

(مصنف)

محاصرۂ [illegible]

جسے

بعد اخذ حق تصنیف و ملکیت

منیجر صدیق بکڈپو لکھنؤ

نے

باہتمام ترقی پریس لکھنؤ

میں چھپوایا

ترکی حرم سرا

پہلا باب

سنہ ۱۸[illegible]ء کا زمانہ تیسرے سلطان سلیم کا دور نظام سلطنت ایک قابل جماعت کے ہاتھ میں۔ مگر انقلاب زمانہ نے کچھ اور ہی رنگ دکھا دیا۔ [illegible] کا زور بڑھ گیا۔ بغاوت کے شرارے بھڑک اٹھے۔ روزمرہ نئی بات سننے میں آجاتی یا جوانوں کی شورہ پشتیوں سے رعایا ترکستان عاجز تھی۔ بدامنی پھیلتی جاتی تھی۔ اس بدامنی کا سبب کیا [illegible] ایسا ویسا نہ تھا بہت ہی خطرناک اور بے چینی بڑھانے والا تھا۔ کاش ترکستان میں [illegible] کی بیماری کوئی وبا پھیلی ہوتی سینکڑوں آدمی نذر طعمہ اجل ہوتے تو بھی اس قدر بے چینی نہ پھیلتی اور لوگ اس قدر خائف و ترسان نہ ہوتے۔ آخر یہ فتنہ اور فساد کی آندھیاں کہاں سے اٹھ [illegible] کیوں پھیل گئی۔؟

سلطان سلیم سادہ مزاج حلیم اور بامروت شخص تھا جب تک کوئی شخص قانون کی خلاف ورزی نہ کرتا قتل نہ کیا جاتا۔ رعایا کے ساتھ زبردستی کے مظالم نہ برتے جاتے کوئی کسی سے بجا تشدد کے ساتھ دولت چھین کر اپنا گھر نہ بھر سکتا۔ پھر اس شورش اٹھنے کی وجہ کیا؟ کیوں قسطنطنیہ میں گھر گھر [illegible] پھیل رہی تھی۔ کیوں باشندگان قسطنطنیہ خائف و لرزاں تھے۔ اس خوف اور گھبراہٹ کا کوئی دوسرا ہی سبب تھا۔

اس قصے کے دو برس قبل نواح قسطنطنیہ میں یہ خبر پھیلی ہوئی تھی کہ گذشتہ سال سے فی زمانہ کہیں زیادہ انسانوں کی لاشیں خلیج باسفورس کے ساحل پر بہتی آجاتی ہیں۔ یہ قسطنطنیہ کا عام

رواج تھا کہ وہ اشخاص جو بدچلن عورتوں کی آوارگی سے عاجز و پریشان ہو جاتے تھے اکثر نواب یا رئیس اپنی کنیزوں کی بداخلاقی یا عصمت فروشی سے طیش کھا کے انھیں قتل کر دیتے تھے اور لاشیں یا بیچ باسفورس میں پھنکوا دی جاتی تھیں اس لیے بامرہ خلیج باسفورس کے ساحل پر پڑے نظر آجاتے تھے۔ چنانچہ اس قصے کے آغاز سے دو سال قبل خلیج باسفورس کے کنارے پڑی ہوئی لاشوں کا شمار بڑھ گیا تھا۔ کثیر تعداد میں لاشیں نظر آجانے سے لوگوں کو یقین ہو گیا تھا کہ کسی مخفی جگہ میں قتل و غارت کی خوفناک واردات ہوا کرتی ہے۔

طیش و غضب کے پتلے نواب رئیس بدچلن کنیزوں عورتوں کو قتل کر کے پشتاروں میں باندھ کر باسفورس میں ... آتے تھے اکثر عورتیں سلطان کے مظالم کا شکار ہو جاتی تھیں ان کی گردن میں ریشم کی ڈوری سے پھانسی لگا دی جاتی تھی مگر جو لاشیں ان دنوں سے لب خلیج بہتی آجاتی تھیں وہ نہ تو بوروں میں بند ہوتی تھیں۔ ان کی گردن میں رسی کا کوئی نشان ہوتا تھا۔ البتہ شانے کے قریب پشت پر گردن کے قریب کسی قاتل ہتھیار کا گہرا مضروب قاتل پر گہرا زخم اس طرح نظر آتا تھا۔ گویا کسی ... پر ایسی خبیث النفس شیطان نے یکایک خونی وار کیا ہے۔ علاوہ اس کے جن عورتوں کی دھوکے فریب سے جان لی جاتی تھی وہ وہ بڈھی یا بچہ نہیں تھی۔ اٹھارہ بیس سال کا سن شباب کا آغاز پھر خوبصورتی میں بھی آفت کی پری کو مات کرنے والی ہوتی تھیں۔ ان میں آرمنی یہودی وغیرہ اقوام کی تھیں اور زیادہ تر حیرت اس بات کی تھی کہ یہ کل لاشیں زیوروں اور قیمتی پوشاکوں سے ملبوس ہوتی تھیں۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ قاتل نے ان عورتوں کو زر و زیور کے لحاظ سے نہیں قتل کیا۔ اور لطف یہ تھا کہ ان لاشوں پر ایک ہی طرح کا زخم لگا ہوا تھا معلوم ہوتا تھا کہ ان عورتوں کا قاتل ایک ہی آدمی ہے۔ گذشتہ دو سال سے تمام قسطنطنیہ میں اس معرکے کی خبریں اڑ رہی تھیں۔ ان دو سال کے مابین سو سے زیادہ لاشیں ساحل باسفورس پر آ چکی تھیں اس بات کا بھی پتہ لگا تھا کہ ان لاشوں کے علاوہ بہت سی لاشیں خلیج ... ادھر ادھر بہہ کر چلی گئی ہوں گی۔ قسطنطنیہ کے باشندوں میں سخت بے چینی پھیل جانے کا یہی سبب تھا۔ اکثر رئیسی خاندانوں کی تیغ جفا کا شکار بن گئے تھے بہت گھر بے چراغ ہو گئے تھے۔ اکثر بچے یتیم خاندان برباد مارے مارے پھرتے تھے بیوہ عورتیں بے وارث اپنے مقدر کو رو رہی تھیں۔ اپنے بھائی کے قتل کر دیے جانے سے کتنے بھائیوں کے بازو شکست ہو گئے تھے۔ مگر اس کوشش کی سراغ لگایا۔ اس بات کا پتہ نہ چلتا تھا نہ چلا کہ اس خونریزی کا باعث کیا ہے۔ کون قاتل ہے۔ اور کس قدر پر سفاکی برتی جاتی ہے۔ بڑے بڑے

طبائع و ذہین جستہ اشخاص کی عقل چرخ تھی۔ ہر شخص کے چہرے سے خوف و اضطراب کے آثار نمایان تھے
پولیس اس خونی راز کے انکشاف پر لگی ہوئی تھی۔ قسطنطنیہ کے ہر ایک حصے میں پہرہ مقرر کر دیا گیا
تھا۔ نامی شاطر سراغرسان بھیس بدلے ہوے گلی کوچوں میں گشت لگاتے پھرتے تھے ادھر
خونی کے پتہ لگانے میں پولیس سعی بلیغ سے کام لے رہی تھی۔ ادھر روزانہ خون سے تر بتر
لاشوں کا مشاہدہ حیرت سے ڈال رہا تھا۔ کوئی محلہ کوئی بستی ایسی نہ تھی جہان ان خونی مظالم کا
تذکرہ نہ ہوتا ہو۔ دوکانداروں نے دوکانیں بند کر دی تھیں۔ لوگ مکان سے باہر نہ نکلتے تھے
دو شخصوں کے قتل ہو جانے اور سرکار سے انعام کی طمع میں پھنس کر اکثر اشخاص اس راز سربستہ کے حل
کر لینے پر سرگرم رہتے تھے۔ کسی طرح اس خونی کا پتہ لگانا تھا۔ سرکاری اہلکار سوداگر۔ مزدور وغیرہ
ہر جماعت کے اشخاص مضطرب اور پریشان حواس تھے۔ پو پھٹتے ہی یہی خیال ساتھ پیش ہو جاتا تھا
کہ کسی رشتہ دار دوست آشنا کے قتل کی خبر سننی پڑ جاتی ہو۔ اکثر افراد کی جان پر تو بنی ہوئی
تھی۔ خدانخواستہ یہ آفت کہیں بڑھے کسی نہ کسی بال بچہ یا بھائی سے جا ملین۔ دار الخلافت
قسطنطنیہ میں غدر مچا ہوا تھا۔

جس سلطنت کا حکمران خودمختار ہے۔ وہان قانون کی پابندی نہیں ہوتی۔ بادشاہ کی زبان
قانون ہے۔ اس کا حکم آیت حدیث ہے۔ ترکی سلطنت کا یہی خاص ہے۔ رعایا بادشاہ کو قابو
میں لایا چاہتی ہے۔ اکثر ایسا ہے حکمران کے مظالم بڑھے ہوے تھے۔ مگر کوئی متنفس کوئی
فرد بشر ایسا نہ تھا جو سلطان کی ہیبت اور دبدبہ اعلی ہے۔ وہ سمجھتا تھا۔ سلطان کا برا آئے دن کی
شورشوں کا پتہ نہیں ورنہ آج تک کوئی تدارک کرتا۔ اس لیے رعایا میں شورش بڑھتی جاتی
تھی۔ بادشاہ پر یہ بات ثابت ہو چکی تھی ان خونریزیوں کا سبب رفع کرا دینا سلطان ہی کے امکان
میں ہے۔ اہالیان شہر میں کون سمجھتا ہے کہ جب بادشاہ کو ہم لائق اور فرزانہ سمجھتے تھے اور
جانتے تھے کہ ہمارا سلطان منتظم اور تجربہ کار ہے اور اسکے ایما سے سال دو سال میں خونی کا پتہ
لگ جائیگا۔ یہی وجہ شورش دیکھنے کی تھی۔

رفتہ رفتہ ان باتوں کی خبر شاہی محل تک پہنچ گئی سلطان کو فکر ہوئی۔ آخر اس نے
ایک نئی ترکیب نکالی۔ دربار عام میں کوتوال سے طلب کیا۔ کوتوال ایک بہادر تھا۔ عمر شصت سال کے
وارے نیارے تجاوز کر چکی تھی۔ نیک اور بہادر سمجھا جاتا تھا۔ شہر کا انتظام اس کے ہاتھ میں تھا۔ افسری
تمام تھا۔ حالانکہ سلطان نے ... سے کہا کہ تم ... کو انتظام ... تھا ... سمجھ کر ... ہم

اس نے اصوقت ذرا سنگدلی سے کام کیا۔ کوتوال کے پیش ہوتے ہی حکم دیا۔
کمبخت آفندی! پولیس تیرے حکم کی پابند ہے اور پھر بھی خلیج باسفورس کے ساحل پر ہنگامہ مچا ہوا ہے۔ گشت و خون بند نہیں ہوتا۔ اور تو کان مین تیل ڈالے بیٹھا رہتا ہے۔ کچھ انتظام نہیں ہوتا۔ کیا امیر کیا غریب ہر شخص ان ظالمون سے عاجز ہے۔ باسفورس میں خون آلودہ موجیں اچھل رہی ہیں ہر شخص اس بیرحم نشانہ سے مبہوت ہو رہا ہے۔ اور تجھے کچھ خبر نہیں۔ یہان تو مرگون کا خون اور بٹ رہا ہے۔ شب کو نیند نہیں آتی۔ ایسی حالت مین مجھے چین کہان۔ دول یورپ اور حلیف حکومتیں اس سلطنت کو کس نگاہ سے دیکھین گی۔ کیا قہر الٰہی نازل ہونے مین کچھ کسر ہے (دم لیکر) سن او آفندی! اپنے بادشاہ وقت کی ہر ایک بات یاد رکھ۔ جلد پتہ لگا۔ کسی کی ذات سے روز کا خون خرابہ ہو رہا ہے۔ ایک ہفتہ کی مہلت دیجاتی ہے۔ اس مدت مین اگر تو عقدہ کشائی نکر سکا اور ظالم پکڑے گئے تو سمجھ رکھ تیرا سر قلم کرکے تیری عالی شان عمارت کے مینارے پر آویزان کر دیا جائیگا تاکہ دوسرون کو عبرت ہو۔ اور سست لوگ ہوشیار ہو جائیں۔
کوتوال بیچارہ ساکت و صامت کھڑا تھا۔ جواب دینے کی ہمت نہ پڑی۔ سر خم کرکے تین بار سلام کیا اور فکر و اندیشے مین غلطان پیچان پچھلے پانون دربار سے نکل آیا۔ رحیم سلطان کو بھی اپنی سخت کلامی کا رنج تھا۔ حکم دیتے ہی مسند سے اٹھکر داخل محل ہو گیا۔ اپنے دونون فرزند مصطفٰے اور محمود کو طلب کرکے اپنی تلخ کلامی کی داستان سنائی۔ دونون شاہزادون نے باپ کی دلجوئی کی۔ اس جگہ ہم یہ بھی اظہار کیے دیتے ہیں کہ ترکی دربار مین ایک یہ قانون جاری تھا شاہزادون کو قصر سلطانی۔ اور شاہی باغیچون کے باہر جانے کی ممانعت تھی۔ نہ وہ کسی بیرونی شخص سے ہمکلام ہو سکتے تھے پھر بھی جو خاص خاص باتین باہر ہوتی تھین شاہزادون کے گوشگذار ہو جاتی تھین۔ اسی قاعدہ سے مصطفٰے اور محمود بھی اس خونی واردات کی شرح کیفیت سے باخبر ہو گئے تھے۔ سلطان نے جب یہ سب حال ذکر کیا تو محمود اور مصطفٰے بادشاہ کی دوراندیشی کے معترف ہوئے۔ بہت کچھ تعریف کی اور تسکین و دلاسا دے کر تالیف قلوب کر دی۔ ادھر بدنصیب آفندی اپنے مکان پر پہونچے۔ اپنی بی بی اور پیاری دختر زلیخا سے سلطانی قہر و غضب کا ذکر کیا اور کہا۔
"متواتر دو سال سے بڑے بڑے افسر اس واردات کا پتہ لگا رہے ہیں تمام رعایا کوشش کر رہی ہے مگر سب بے سود کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ بندہ کب ایک ہفتہ اندر خونی شخص کا سراغ لگا سکتا ہے۔ میرے تو حواس پراگندہ ہیں۔ آہ! سلطان میرے خون کا پیاسا ہے۔

اس کی سزا ہی یہ قتل کر دیا جائے ۔ ہائے ۔ اُس کی خواہش پوری ہوگی اور میں کچھ نہ کرسکونگی

زلیخا (حسن آفندی سے) پیارے باپ! کیا ایسا کوئی رفیق نہیں ہے جو سلطان پر دباؤ ڈالکر یہ حکم مسترد کرادے۔

زلیخا کی والدہ ۔ میرا برادر شاہی فوج کا پاشا* ہے ۔ اگر اس سے مدعا ظاہر کیا جائے تو غالبًا وہ ایسی ہی کوشش کریگا ۔ ممکن ہے کہ یہ حکم بدل دیا جائے۔

کوتوال ۔ نہیں ۔ سلطان اپنی ضد کا پکا ہے وہ کبھی پاشا کیا وزیر اعظم کی الحاح و زاری کا بھی خیال کریگا نہیں ۔ دربار میں شاہ کے خشونت آمیز تیوروں پر جب خیال دوڑتا ہے میری روح لرز اٹھتی ہے۔

اس کے بعد صم بکم کی کیفیت طاری ہوگئی ۔ سناٹا چھا گیا ۔ آخرکار کوتوال کی جورو نے سکوت کا قفل شکست کرکے جواب دیا ۔ کسی وقت آپ نے کسی بڑے منصب دار کی خدمت کی تھی انھوں نے وعدہ کیا تھا کہ . . . .

اس کلام سے حسن آفندی کو کچھ کچھ امید ہوئی اپنی جورو کا قطع کلام کرکے بول اٹھا ۔ تمھارا کہنا درست ہے بیشک اس شخص کے زور دینے پر سلطان اپنے حکم پر قلم پھیر دیگا ۔ مگر ایکبارگی گذارش سے کام نہیں چل سکتا ۔ وہ حضرت بھی کئی روز تک متواتر بادشاہ کے کان میں بھرتے رہیں ۔ تو شاید کامیابی کی صورت نظر آسکے۔

مادر زلیخا ۔ پھر دیر بے فائدہ ہے ۔ ہماری دختر زلیخا خط لیکر جائیگی ۔ اس شخص کے روبرو کھڑے ہو کر اپنے باپ کی سفارش کرنا بیجا نہیں ہے ۔ وہ حضرت اعلیٰ عسکر پر ممتاز ہیں مگر ہیں نہایت رحمدل۔

حسن آفندی نے درخواست تحریر کی اور حسین و جمیل دختر (زلیخا) چہرے پر نقاب ڈالے دو حبشن کنیزوں کے ہمراہ باپ کے دارالامارہ سے باہر ہوئی ۔ بازاروں سے ہوتی ہوئی وہ تینوں عورتیں قصر سلطانی کے رفیع پھاٹک تک پہنچیں زلیخا نے دونوں کنیزوں کو باہر ٹھہرنے [illegible] دیا اور خود اندرون پھاٹک داخل ہوئی ۔ ایک خاص اشارہ کرتی ہوئی [illegible] سنتریوں اور مسلح غلاموں کے درمیان بیباکانہ قدم مارتی ایک خوبصورت آراستہ پیراستہ بارہ دری میں پہونچی۔

* ترکی زبان میں پاشا فوج کا جرنل کہلاتا ہے۔

اس بارہ دری کی اندرونی کیفیت ہم ابھی نہیں بیان کرسکتے اتنا ہی کہنا مناسب ہے کہ ایک گھنٹہ کے اندر زلیخا اُس بارہ دری سے نکل آئی اور دونوں پرستاروں کے ہمراہ اپنے مکان کی طرف چلی پڑی۔ اسوقت اُسکے قدم بہت عجلت کے ساتھ پڑ رہے تھے چہرہ بشاش و شگفتہ فرط بہجت سے مثل گل پیرہن سے نکلی جاتی تھی۔

مکان میں داخل ہوتے ہی اُسنے پدر بزرگوار کے قدموں کا بوسہ لیا پھر آغوش عاطفت میں لپٹ رہی۔ اسوقت اُس کے چاند سے چہرے پر آنکھوں سے قطرات اشک ڈھلک ڈھلک کر گلابی رخساروں سے ہوتے ہوئے دامن کو تر کر رہے تھے۔ والدین اس پرجوش دختر کے چہرے پر نگاہ ڈالکر سمجھ لیا کہ جس کام کی خاطر اُس نے مشقت اُٹھائی تھی تکمیل ہوگیا۔

کچھ توقف کے بعد زلیخا نے بارہ دری کے اندر کی کیفیت جو کچھ مشاہدہ کی تھی ہو بہو گوشگذار کردی۔ ماں اس ہونہار دختر کی بلائیں لیکر پیار کرنے لگی۔

حسن آفندی۔ بولا۔

دختر لخت جگر۔ آج تجھے اپنے ماموں پاشاہ کے پاس جانا ہوگا۔ سلطانی حکم اون کے گوشگذار کر دینے کے بعد اُن کے قلب کو تسکین دینا اور عرض کرنا ممکن ہے۔ یہ حکم منسوخ ہوجائے

زلیخا۔ میرے اچھے باپ! مجھ سے کہدیا گیا ہے کہ اس مقدمہ کی بھنک بجز اپنے والدین کے اور کسی کے کان میں نہ پڑنے پائے۔

حسن آفندی۔ پھر تو ہم لوگوں کو آج کل کی کیفیت کسی سے نہ کہنی چاہیے۔ بیٹی! تم اپنے ماموں سے اتنا ہی کہنا کہ بابا اس ہفتہ میں خونی کا سراغ لگائیگا اور قاتل کی تفتیش کرنے میں امکان بھر کوشش کریگا۔ اگر کامیابی کی صورت نہ نکلی تو آٹھویں روز علی الصباح ایک بہادر شخص کی مثال جان دیدیگا۔

دوسرا باب

مندرجہ بالا واقعات کے دوسرے روز شام کے وقت قسطنطنیہ کی عام گذرگاہ سڑک پر ایک وجیہ خوبصورت جوان قیمتی پوشاک زیب جسم کیے گشت لگا رہا ہے۔

جوان خوبصورتی کے علاوہ ذہین نجیب معلوم دیتا ہے۔ عمر بھی ۲۲ سال سے زیادہ نہوگی۔

ٹہلتے ٹہلتے چہل قدمی کرتے کرتے ایکبار اسکی نظر نے کسی ہوٹل کی کھڑکیوں سے ٹکرکھائی دیکھا عمارت کے اندر روشنی ہو رہی ہے۔ جوان لپک کر مکان کے اندر ہو رہا اور آتے ہی جام شراب اور حقہ طلب کیا۔

کمرے کے اندر صرف دو شخص بیٹھے ہوئے تھے۔ جنکے چہرے اور وضع قطع سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ دونوں غریب الوطن مسافر یونان کے باشندے ہیں۔ اور دونوں کے چہرے مثل گلاب شگفتہ تھے۔ دونوں محو و سرشار جام اور شراب کی بوتل رکھی ہوئی تھی۔ دونوں اسطرح باہم ہمکلام تھے کہ جوان کے آنیکی خبر نہ ہوئی۔

جوان کی آواز سنکر دونوں چونک اٹھے اور لب بند کر کے سکوت کے عالم میں دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور قریب آکر نوجوان ترک سے تپاک کے ساتھ مصافحہ کیا۔ ان دونوں میں ایک لوکس اور دوسرا جولین کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ لوکس جولین میں شاید ایکسال کا تفاوت تھا۔ لوکس عمر میں کلان جولین خورد تھا۔ مرصع قبضہ کی قیمتی تلواریں کمر سے لٹکی ہوئی تھیں۔ چھوٹی سی خوبصورت ٹوپی زیب سر تھی۔ جولین کی وضع قطع بالکل یونانیوں سے ملتی جلتی تھی سیاہ گیسو کی کاکلیں شانوں پر بکھری ہوئی تھیں۔ طرز گفتگو سے پایا جاتا تھا کہ یہ دونوں ایک ہی درس گاہ کے متعلم کسی شریف خاندان کے روشن چراغ ہیں۔

دونوں باپ سے اجازت لیکر دنیا کی سیر کو نکلے تھے۔ قسطنطنیہ آئے ہوئے دو ہفتہ گذرے ہونگے۔ نوجوان ترک نے بہت نرم لہجہ سے جواب دیا۔

میرا نام سلیم ہے۔ میں بھی جب سیر وطن سے نکل کھڑا ہوا خوش قسمتی سے آپکا نیاز حاصل ہوگیا۔ آج ہی صبح اس شہر میں آنا ہوا ہے۔

سلیم کے طرز کلام سے دونوں یونانی خوش ہوگئے۔ ٹیبل پر خلیل کے آگے جام و شراب کی بوتل رکھی ہوئی تھی۔ دونوں یونانیوں نے بھی اپنی اپنی بوتل اور ساغر اسی میز پر رکھدیے۔

خلیل - کیا آپ نے اس شہر میں آکر کوئی ایسی بات سنی کہ جس سے آپ کو افسوس ہوا ہو اور آپکی طبیعت پراگندہ ہوگئی ہو۔ میں نے کچھ دیر پیشتر ایک ایسا ہی ہوش ربا واقعہ سنا ہے اگر آپ سنتے تو اس شہر سے آج ہی کوچ کر جاتے اور اگر مجھے خبر ہوتی تو ہرگز یہاں آنیکا قصد نہ کرتا۔

لوکس - آپ کا مطلب سمجھ گئے۔ علاوہ ہفت کے ہمیں یہ فکر لگی ہوئی ہے کاش

خونی کا پتہ لگ گیا تو کیسی کچھ خرابی ہوگی۔ کیا آپ کو اس انعام کی خبر سے نا آشنا ہیں جو وقت پولیس سے مشتہر ہو چکی ہے۔

خلیل۔ سب کچھ سن چکا ہوں اور یہاں انعام پالینے کی ہوس بھی نہیں۔ اللہ کا دیا سب کچھ موجود ہے

کچھ دیر تک خموشان کا عالم طاری رہا۔ لوکس نے پھر زبان کو حرکت دی۔

دو جس روز اس شہر میں ہمارا گذر ہوا۔ عجیب بات مشاہدے میں آئی۔ کاش ہمیں اس کشت وخون کی خبر ہوتی تو حاشا اس معاملے میں ہاتھ نہ ڈالتے۔ افسوس اس خونریزی کی خبروں سے ہم دوسرے روز واقف ہوئے۔

جولین (زیر لب مسکرا کر) مگر مقدر یہی تھا۔ اس معاملے میں ایک طرح کی دل لگی ہو گئی ہے۔

خلیل۔ دل لگی کیسی۔ ذرا میں بھی تو سنوں۔ بات کیا ہے۔

لوکس۔ ہاں۔ ہاں۔ آپ بھی سماعت فرمائیے۔ آپ کو یاد ہوگا اس شہر میں آئے صرف پندرہ یوم ہوئے ہیں۔ جس شام کو یہ معرکہ گذرا۔ جولین تھک گیا تھا۔ گھوڑے کا ٹانوں چوٹ کھانے سے تنگ کرتا تھا۔ لہذا کسی جگہ قیام کی دھن سما گئی۔ ناچار ہوٹل میں آکے فروکش ہوئے۔ خوابگاہ کے کمرے میں جا کے لیٹ رہے مجھے میرا شوق بیچین کیے تھا۔ کہ اسی وقت تمام شہر کی گشت کروں جو دیکھنا ہے دیکھ لوں۔ لوکس خراٹے بھرنے لگا میں بستر سے اٹھا۔ سڑک پر آیا۔ ایک پیرزن راہ راہ جا رہی تھی مجھے دیکھکر سلام کیا۔ اور ایک خاص مکان کا پتہ پوچھا۔ میں نے جواب دیا نیکبخت! آج ہی اس شہر میں آیا ہوں۔ خوش باش ہوں۔ حال سے ناواقف ہوں۔

یہ سنکر اسنے مجھے باتوں میں لگایا۔ آہستہ آہستہ کہنے لگی ایسے خوبرو حسین لطیف جوان کی باتیں سنکر میری بیگم کتنی خوش ہونگی۔

میرا ماتھا ٹھنکا۔ دال میں کچھ کالا ہے۔ تاہم مجھے کچھ ہراس نہ ہوا۔ کیونکہ ابھی تک اس خونی واردات سے کان نا آشنا تھے۔ ورنہ ہوشیار رہتا۔ احتیاط سے کام لیتا۔ میں نے پیرزن سے پوچھا تمھاری بیگم کا نام کیا ہے۔

پہلے بڑھیا دم بخود رہی۔ کچھ دیر بعد بولی۔

بس اس سے زیادہ استفسار نہ فرمائیے۔ زیادہ پوچھئیے گا چلی جاؤنگی

میں نے کہا۔ خیر کچھ نہ پوچھونگا۔ بلکہ تمھارے اشارے پر کام کرونگا تم اپنی بیگم تک مجھے پہونچا دو۔

اس نے باتین کرتے کرتے کسی کی حسن دل افروز کی خوبیان بیان کرنا شروع کردین۔ خیر پہلے تو وہ جھجکی۔ پھر پوچھا۔ آپ کون ہین؟ کیا کرتے ہین۔؟ قسطنطنیہ تشریف لانیکا باعث کیا ہے۔ مین نے بھی جواب نہ دیا۔ بڑھی آگے بڑھی مین بھی پشت پر کام فرسائی کرنے لگا۔ چلتے چلتے ہم اور بڑھی لب دریا پہونچ گئے۔ ایک کشتی لب ساحل لگی ہوئی تھی۔ دو غلام حبشی مسلح بیٹھے ہوے۔ بڑھی نے کشتی پر سوار ہو جانے کا اشارہ فرمایا۔ مین ہنسی خوشی سوار ہو گیا پشت پر دونون حبشیون نے بھی ڈانو توڑ دیے۔ کشتی بہاؤ پر چھوڑ دی گئی کچھ دیر بعد باسفورس کے ساحل نظر آنے لگے۔ مین سمجھ گیا بڑھی مکان کی متلاشی نہ تھی۔ بلکہ اپنی جوان بیگم کے واسطے کسی مرد کی تلاش کرتی تھی۔

جولین۔ دوست الوکس!! قصے کو طول نہ دو صرف مطلب ادا کرو۔

لوکس۔ (زیر لب خندہ کرکے) بہتر۔ ہماری کشتی ایک گھنٹے کے اندر ٹیلے کے متصل پہونچ گئی بڑھی اتری اور پشت پر آنے کا اشارہ کیا۔ مین بھی اترا اور بڑھی کے ہمراہ ایک پر فضا باغیچہ مین داخل ہوا۔ دیکھا۔ وسط باغ مین لب حوض ایک رفیع الشان عمارت کھڑی ہے درختون کے کنج سے ہوتے ہوے کشادہ میدان مین ہم دونون کا گذر ہوا گو عمارت کا بلند پھاٹک کسی کی دیدۂ انتظار کی طرح وا تھا مگر بڑھی کترا تی ہوئی عمارت کی پشت پر لے گئی۔ یہان چور کھڑکی تھی۔ اس کی چابی بڑھی کے پاس تھی۔ وہ مجھے پاس کے زینہ پر لے گئی۔ زینہ پر مخملی فرش لگا ہوا تھا۔ فرش ملایم تھا پاؤن اندر گھسے جاتے تھے گدگداہٹ سے تلوون کو آرام پہونچتا تھا۔ یہان سے ایک راستہ اور تھا۔ جو بہت لمبا تھا۔ اس راستے مین صرف دو دروازے تھے۔ دونون ایک دوسرے کے محاذ مین تھے منقش نقرئی لیمپ چھت مین آویزان تھا۔ اسکی روشنی سے راستہ صاف محسوس ہوتا تھا۔ بڑھی دروازے کی پشت کے آگے بڑھی اتفاقاً کوئی شئے نظر پڑی بڑھی ٹھٹکی پیچھے کھسک آئی مین سمجھا کوئی زہریلا کیڑا ہے۔ میرا خیال غلط تھا۔ بڑھکر دیکھا معلوم ہوا۔ کیڑا نہین ہے۔ کسی کی جوتی ہے۔ کوئی شخص اتار کر اندر گیا ہے۔

خلیل۔ ہان۔ ہان۔ زبان نہ روکیے ہین سمجھیے پھر کیا ہوا۔ یہان کا رواج ہی یہ ہے۔ جب شوہر اپنی بی بی کے کمرے مین جاتا ہے تو دیکھ لیتا ہے کسی کی جوتی دروازے سے باہر رکھی تو نہین ہے۔ بغیر استمزاج لیے اندر قدم نہین رکھ سکتا۔ شاید آپ اس رواج سے آشنا نہین

لوکس۔ جی ہان۔ مجھے بڑھی کے اس ٹھٹکنے پر ہنسی آ گئی مگر ضبط کر گیا۔ اتنے مین اندر سے

دروازے کے پٹ کھسکانے کی صدا محسوس ہوئی۔ معلوم ہوا کوئی باہر آتا ہے۔ بڑھی نے سامنے کا دروازہ کھول کر مجھے اندر ڈھکیل دیا۔ اس اثنا میں پہلا دروازہ کشادہ ہوا۔ کسی نے پکارا

"آمنہ! آمنہ! یہ بے وقت بڑھی کہاں چلی جاتی ہے۔ میں اس آواز سے کانپ گیا۔ اتنے میں اس کمرے کا دوسرا دروازہ اندر سے بند تھا کھل گیا۔ روشنی محسوس ہوئی۔ اور ایک گلفام عورت نقاب اٹھائے میرے نزدیک آئی۔

خلیل۔ پیارے لوئس۔ کسی صاحب عصمت و عفت بی بی کا دھوکے سے نکل آنا اور اس پر نظر ڈالنا دائرہ تہذیب اور شرافت سے باہر ہے۔ آپ کو آنکھ بند کر لینا چاہیے تھا۔

لوئس۔ مگر میرے اختیار سے یہ بات باہر تھی کیونکہ نگاہ سے نگاہ مل جانے پر آنکھ کھل کر رہ گئی۔ مجھے فکر غالب تھی۔ یہ کون ہے اور کیوں اجنبی مرد کے روبرو آئی۔ اتنے میں اس غنچہ دہن کے لب معجز بیان سے یہ کلمہ نکلا آپ کون صاحب ہیں۔ اور یہاں آنے کا سبب کیا ہے میرے لب سے جواب نہ نکلا تھا کہ ایک ماہ وش نے گورے گورے مکھڑے کی جھلک دکھا دی دونوں جادو جمال خوبصورتی کے کانٹے پر تلی ہوئی تھیں ایک شکل ایک شباہت ایک رفتار وہی خوبی میرے خیال میں شاید یہ دونوں گل اندام حقیقی بہنیں تھیں۔

القصہ میں نے کچھ اپنی سرگذشت سنا دی۔ دونوں ناز و انداز کے ساتھ انگشت بدندان خاموش کھڑی ہیں۔ کیا کہوں کس ناز نخرے سے دونوں مجھے دیر تک گھورتی رہیں۔ آفرین نگاہوں میں کچھ غیرت و شرم نہ تھی۔ انجام کار وہ حسن کی شگفتہ کلی جس نے ابتدا میں دیدہ بازی کا موقع ملا تھا آگے بڑھی۔ اس دروازے میں قفل لگا دیا جس سے مجھے بڑھی نے ڈھکیل دیا اور خود مجھے لیے ہوئے اس دروازے میں داخل ہوئی جہاں سے آئی تھی۔ میں اشارے پر قدم لیتا تھا۔ دیکھا کمرہ نوعروس کی طرح آراستہ و پیراستہ ہے۔ ایک گوشے میں میرے مضطرب دل کی مثال فوارہ اچھل رہا تھا ان دونوں سیم تنوں میں ایک تو کوئی ۱۹ سال کی تھی اور دوسری ۱۷ سال کے دائرے میں قدم رکھ چکی تھی دونوں ماہ جبین دوبارہ میرا قصہ سننے کی مشتاق ہوئیں۔ میں نے بھی اپنے قصے کا دفتر کھول دیا دونوں متعجب و حیران میرا تذکرہ و سماعت فرمانے لگیں۔ جب میں اپنی سرگذشت بیان کر چکا۔ وہ بھی درج دہن سے موتی رولنے لگیں۔

ہم سمجھتے ہیں بی اسمٰعیلہ جان آپ سے مباشرت کی طالب ہیں۔ اور اسی لیے آپ کی طلبی ہوئی ہے۔ آپ نہیں جانتے اسمٰعیلہ جان ہمارے باپ کی بی بی ہیں اس بڑھی یعنی آمنہ نے جب

دروازہ کھلنے کی صدا سنی تو مضطرب و بدحواس ہو کر اسمٰعیلہ کے کمرے کے بجائے ہمارے کمرے مین آپ کو دھکیل دیا۔

اس بات سے مجھ حیرت چھا گئی۔ کہ میری طلبی محض اُن کے باپ کے بی بی کے اشارہ پر ہوئی ہے۔ القصہ مین نے استفسار کیا۔ کیون نیک بخت کیا اسمٰعیلہ جان آپ کی مادر محترمہ نہین ہین دونون ماہوشون کی زبان سے نکلا۔ نہین۔ اور ساتھ ہی ہنسکر بولی۔ اسمٰعیلہ کی عمر بھی تو ماشاء اللہ بیس پچیس برس سے زیادہ نہو گی۔

غرض اون کے طرز کلام سے پایا گیا ان زہرہ جبینون کی مان کو انتقال کئے ہوے مدت ہو گئی ہے۔ مین نے دونون کو قسم دی خبردار میرا ذکر کسی سے مت کرنا۔ اور نہ میرے آنیکا راز کسی سے کھولنا۔ راز کھول دوگی تو بہتر نہو گا۔ آمنہ اور اسمٰعیلہ دونون کی جان جائیگی۔

بڑی گلفام بھولی ادا سے گھور کر بولی۔ یہ کیونکر ممکن ہی۔ اس راز پر پردہ پڑے رہیگا۔ اطمینان رکھیے آپ کی عنایت کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ آپکے اخلاق اور خلوص محبت کے ہم قائل ہین۔ شراب الفت کی متوالی ہو رہی ہین۔

مین بھی اس شوخ دلربایانہ کلام سنکر شیدا ہو گیا محبت کا سودا خرید بیٹھا۔ نام پوچھا جواب ملا۔ مجھے گلنار کہتے ہین اور چھوٹی شیرین نام سے مشہور ہی۔ اور ساتھ ہی دونون کے پدر بزرگوار کے نام سے بھی آگاہی ہو گئی۔ دل تابان پاشا کا اسم گرامی سرو ساد شہر کی فہرست مین گوش زد ہو چکا تھا۔

مین نے پوچھا۔ آمنہ اور آپ سے کس قسم کی گفتگو ہوگی۔ اور کیونکر دوبارہ آپ سے مل سکونگا گلنار نے جواب دیا۔ آپ واقف نہین ہین آمنہ ہمیشہ کے لیے آج سے ہمارے ماتحت ہو گئی۔ کیونکہ اسمٰعیلہ کی در پردہ کارروائیون سے ہم دونون آگاہ ہو گئے ہین۔ آمنہ ہمیشہ ہمارا حکم مانیگی اور بالفرض اسمٰعیلہ پر یہ ثابت بھی ہو جائے کہ حضور والا آج ہم دونون سے ملنے آئے تھے تو بھی کوئی مضائقہ نہین۔ وہ خود اس بات کو پردہ مین رکھنے کی کبھی افشا نہونے دیگی۔

خلیل۔ گلنار اور شیرین دونون عقیل اور فرزانہ ہین۔

لوکس۔ اور بھولی بھی ہین۔

چولین۔ بیشک۔

خلیل۔ (چولین سے) کیا خوب۔ شاید آپکو بھی اس باغ کی ہوا لگ گئی۔

جولین - یہان کسے انکار ہے - آپ کو شفیق لوکس کی زبانی کل حال ظاہر ہو جائیگا -

لوکس - دل کھینچا جاتا تھا - گلنار کی زلف دوتا کا سودا ہو گیا تھا عشق کا جن سوار تھا - اس دلربا سے صاف کہدیا پیاری تمھاری محبت مین چور ہون - علاوہ ازین جولین کا ذکر چھڑ گیا ہم دونون غریب الوطن ہین - ساتھ آئے ہین - اور اس سے ہم یہ راز مخفی نہین رکھ سکتے - اگر اجازت ہو تو اسے بھی ہمراہ لے آئین - گلنار اور شیرین نے بخوشی منظور کر لیا - دونون نے آمنہ سے بھی کافی انتظام کرا لیا تھا - ان پندرہ یوم مین قریب قریب چھ سات دفعہ دونون کے پاس جا چکے ہین - ادھر جولین اور شیرین مین محبت کے پینگ بڑھ گئے - جولین شیرین پہ مرنے لگا - اور مین گلفام کی تیغ ابرو کا گھائل تھا - پرسون سر شام ہم دونون گلنار اور شیرین کے مکان پر گئے - اور آج شام کو پھر جانیکا وعدہ ہے - سنا ہے آج کوئی زہرہ جبین آنے والی ہے ہم نہین جانتے یہ انکی رشتہ دار ہے یا ساتھ کھیلنے والی کوئی سہیلی ہے - مگر طرفین مین انس بہت بڑھ گیا ہے کہ بلا روک ٹوک جب چاہے جا سکتی ہے - مجھے اس بات کا خوف سمایا ہوا ہے - کہین ایسا ہمارا راز کھل نہ جائے مگر گلنار اور شیرین اُ سے - راز چھپانا نہین چاہتین - اُن کی خواہش ہے کوئی ایسا طریقہ نکل آئے کہ اس کے دل مین بھی گدگدی پیدا ہو - یہ بھی افواہ ہے - وہ حسین بھی نکیلی اور صورتدار ہے - اور ابھی تک اپنا دل اُس نے کسی کو نہین دیا - کیون پیارے خلیل -

خلیل - تو یہ ہے - گل چھرّے اُڑانے کے لیئے ایک دلدار کی ضرورت ہے -

لوکس - میرے نوجوان دوست! آپکی رفتار آپکی شیرین بیانی آپکی وجاہت صباحت ایسی نہ تھی کہ آپ پر نظر نہ پڑتی اور دل آپ پر والہ و شیدا نہو جاتا - مہربان! ہمکو ایسے ہی وجیہ و شکیل آدمی کی ضرورت تھی جس پر نگاہ پڑتے ہی زلیخا کا دل مچل جائے آپکو دیکھکر ہمارے دل کی کلی کلی کھل گئی آپ سے لطف صحبت اُٹھائیگی - زلیخا آپکی طرحداری پر مٹیگی -

خلیل (حیرت سے) شاید اس تیسری عورت کا نام زلیخا ہے - یہ بھی کسی پاشا کی دختر ہو گی - اور پھر ان نوجوان عورتون سے ملنا جن کے باپ اعلی منصب پر ممتاز ہون کیسا کچھ خطرناک ہے - میرے نزدیک اپنی جان و آبرو دونون کو برباد کر دینا ہے - خدا ان گمراہون سے بچاوے مین دیدہ و دانستہ اپنی جان و آبرو کو خطرے مین ڈالنا پسند نہین کرتا -

لوکس - جس پری پیکر کا ذکر کیا گیا ہے اُس کی زیادہ کیفیت ہم نہین جانتے تاہم یہ کہے بغیر رہ بھی نہین سکتے کہ یہ حور شمائل زہرہ جبین فلک حسن کی چاند اپنا جواب نہین رکھتین -

جب آپکی طرحداری پر ہمارا دل پس گیا۔ تو زلیخا جب آپکے جمال کا مشاہدہ کریگی کیونکر نہ پیچ جائیگی۔ آپ زلیخا کے لیے موزون ہین تو زلیخا بھی آپکے لیے مناسب ہے۔ دوست چوکیے نہین اس تعلق کو ہاتھ سے نہ جانے دیجیے گا۔

خلیل پر اس گفتگو کا اثر پڑا۔ کچھ دیر فکر مین غلطان رہکر جواب دیا۔ خیر مین آپکا ہمخیال ہوں۔ فرمائیے۔ کس روز اور کس شرط پر بزم حوران مین چلنا ہوگا۔

لوکس۔ بندۂ خدا کیسی شرط اور کہان کا روز اسی وقت تکلیف کیجیے شرط آپ اپنے دل سے طے کرلین گے۔ اس کے بعد شربت اور شراب کی بوتلین اٹھائی گئین اور تینون احباب ہوٹل کا بل پاس کرکے کمرے سے نکل آئے۔

باب ۳ تیسرا

تینون جوان تنگ پیچیدہ گلیون سے چلے۔ لوکس آگے جاتا تھا اور ہمراہی پشت پر پہریدار سنتریونکا خوف تھا۔ اس لحاظ سے دبتے سمٹتے چلے جاتے تھے۔ کہی جگہ ہوشیاری سے نکلنا پڑا۔ کتنے ہی پولیس افسر اور سراغرسان باہدلے گشت لگا رہے تھے۔ ہوشیار باش ہوشیار باش کی صدا پیہم آرہی تھی۔ کانسٹبل بانگ لگا رہے تھے۔ ساتھیون بچھڑ جانے مین جان کا خوف ہے۔ تینون دوستون پر اس آواز کا ضرور اثر پڑا۔ مگر جس مقصد سے نکلے تھے اُسے تکمیل کو پہونچانا لازمی تھا۔

آخر کانسٹبلون کی نظرون سے چھٹتے بچتے یہ تینون جوان لب دریا پہونچ گئے۔ جہان دو حبشی ایک کشتی لیے انکا انتظار کر رہے تھے۔ تینون کشتی مین بیٹھکر روانہ ہوئے۔

رات کی سیاہی مین ستارون کی روشنی بہار دے رہی تھی۔ دریا کی روانی مین کمی تھی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم بہ رہی تھی نصف گھنٹے مین وہ کشتی اس ٹیلے کے پاس پہونچی جس کا ذکر ابتدا مین لوکس نے خلیل سے کیا تھا۔ تینون جوان کشتی سے اُتر کر گھاٹ کی پختہ سیڑھیون پر چڑھے۔ آمنہ کھڑی راستہ دیکھ رہی تھی۔ خلیل کو دیکھکر کچھ جھجکی۔ پوچھا۔ یہ صاحب کون ہین۔

لوکس۔ آج ہم ایک دوست کو ہمراہ لائے ہین۔ اور اس کام کے واسطے لائے ہین جسکے باب مین بیشتر ذکر ہو چکا ہے۔ یہ کہکر لوکس نے جیب سے کچھ روپیہ نکال کر آمنہ کے ہاتھ پر رکھدیے جولین نے بھی اُسکی مٹھی گرم کی۔ ان دونون کو دیکھکر خلیل کو بھی انکی پیروی کرنا پڑی۔

خلیل نے دونوں یونانیوں سے زیادہ انعام دیا۔ شاید اس خیال سے میں نیا آدمی ہوں۔ اول اول سب کو رضامند کر لینا چاہیئے۔ بڑھی آمنہ نے خلیل کی جانب دزدیدہ نظر سے دیکھو اسا تھ ہی زبان سے نکلا ماشاء اللہ کیسا البیلا طرحدار جوان ہے "۔

آمنہ محل کی طرف بڑھی۔ اور تینوں جوان بھی پشت پر ہو لیے۔ آمنہ کنجی سے دروازہ کھولکر تینوں جوانوں کو اندر لے گئی۔ قفل لگا دیا۔ اُس زینے پر پہونچی جس پر مخملی قالین کا فرش لگا ہوا تھا آمنہ نے شعلہ کے کمرے پر دور سے نگاہ ڈالی۔ بولی آج کسی کی جوتی نہیں ہے۔ خلیل سے ہنسی ضبط نہو سکی۔ قہقہہ لگا ہی دیا۔ آمنہ نے باسانی تمام کمرے کا دروازہ کھول دیا۔ اور اندر داخل ہونے کا اشارہ کیا۔ اتنے میں اندر سے دروازے کے پٹ کھل گئے اور دو خوبصورت کنیزیں استقبال کے لیے آگے بڑھیں لیکن خلیل پر نظر پڑتے ہی کچھ جھجکیں۔ مگر گلنار اور شیریں اس تیسرے شخص کے آنے کا مطلب سمجھ گئیں۔

خلیل کی طرحداری اور بانکپن نے ان دونوں گلفاموں پر اثر ڈال ہی دیا چونکہ لوکس اور جولین کی دلدادہ تھیں اس لیے اس نکیلے جوان سے گفتگو کرنا حیاداری کے خلاف سمجھا لوکس گلنار کی بغل میں جا بیٹھا اور جولین شیریں کے پہلو میں۔ حالانکہ ابھی گفتگو کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا تاہم بے شرمی اور بیحیائی کے برتاؤ باہم ہونے لگے خلیل آج ایک نیا شخص تھا اس لیے زیادہ بے شرمی اور خلاف تہذیب فعل انسانیت کے خلاف سمجھے گئے۔

گلنار ۔ (دروازے کی جانب نگاہ ڈالکر جو کشادہ تھا) ہماری بہن زلیخا بھی اسوقت موجود ہیں۔ میاں خلیل سے انھیں از حد دلبستگی ہوگی۔ (خلیل سے) کیا آپ اس کمرے میں جہاں زلیخا بیٹھی ہوئی ہیں جانا چاہتے ہیں۔

خلیل ۔ (کچھ غوطے میں جاکر) ہاں کوئی ہرج نہیں ہے۔ یہ کہکر خلیل اٹھ کھڑا ہوا اور آہستہ آہستہ اس کمرے میں چلا گیا۔ زلیخا نے آج تک ایسا نکیلا گبرو دیکھا نہ تھا۔ چونکہ شناسا نہ تھا اجنبی تھا اس لیے وہ چیخ اٹھی۔ گلنار اور شیریں گھبرا گئیں۔ آمنہ لوکس جولین اور خلیل کو پہونچا کر کھسک گئی تھی۔ گلنار نے اندر سے قفل لگا رکھا تھا بے محل چیخ اٹھنے سے لوکس۔ جولین بھی بدحواس ہو گئے تھے۔ تاہم اُس کمرے میں قدم رکھنے کی جرات نہ پڑی۔ وہ سمجھتے تھے ایسا نہو جانے جانے سے زلیخا اور گھبرا جائے کیونکہ ہم سے بھی شناسائی نہیں۔ اجنبی ہیں۔ ابھی تک گلنار اور شیریں نے زلیخا سے اپنا راز نہیں کہا تھا۔ یہ بھی ہوئی بات تھی کہ

زلیخا خلیل کی زیبا صورت پر فریفتہ ہو جائیگی اور نہ خلیل ہی اس طرحدار نازنین کا جمال دیکھکر کیسے بیقرار ہو سکتا ہے۔

کچھ دیر تک آہستہ لیتی رہیں پھر گلنار شیرین لوکس اور جولین کے ہمراہ خرامان اس کمرے میں آگئیں۔ اور دیکھتے ہی تاڑ گئیں میاں خلیل نے زلیخا کا خوف اور جھجک مٹادی ہے۔ اس وقت زلیخا کے پھول سے چہرے پر شادمانی کی شبنم ٹپک رہی تھی۔ زلیخا پلنگ پر دراز تھی اور میاں خلیل بالین بیٹھے ہوئے اس کے گلابی رخسارے پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔ زلیخا نے دونوں یونانیوں کو دیکھکر شرم سے آنکھیں بند کرلیں۔ گلنار نے لوکس اور جولین کا انٹروڈیوس کرایا۔ زلیخا نے آنکھ کھولی دونوں جوانوں کی طرف نظر ڈالکر زنجیر سخن کھڑکائی۔

ز۔ پیاری بہنو! اس طرح دھوکا دے کر کسی اجنبی سے سامنا کرا دینا اچھا نہیں۔ یہ دوسری بات ہے۔

گلنار۔ (قطع کلام کرکے) دوسری بات کیسی۔ تم تو پہلے سے خلیل کو بہت کچھ کہہ گئیں۔

کچھ دیر تک اسی طرح کی چہل ہوتی رہی۔ ہنسی مذاق کے چٹکلوں کا فوارہ چھوٹتا رہا۔ آخر رنگ جم گیا۔ عشق و محبت کی گفتگو چھڑ گئی۔ نوک جھونک ہونے لگی۔ یہ کمرہ خوب آراستہ و پیراستہ تھا۔ ترکی قالینوں کا فرش بچھا ہوا تھا ایک گوشہ میں فوارہ چھوٹ رہا تھا۔ عطر کی خوشبو کی مہک کمرے میں پھیلی ہوئی تھی گملے بہار دے رہے تھے۔

گلنار دل تابان پاشا کی کلاں دختر تھی اور شیرین خورد۔ گلنار کے گیسو سیاہ کمر تک اور ترشے ہوئے تھے خوبصورت چہرہ پر ملاحت قد کسی قدر دراز تھا بخلاف اس کے شیرین کے بال بھورے ریشم کی طرح چمکدار تھے۔ چہرہ زردی مائل اور کسی قدر پست قامت تھی۔ مگر دونوں کی چشم فسوں ساز سے شباب کی خماری ٹپک رہی تھی درج دہن سے گوہر آبدار کی طرح دانتوں کی لڑیاں چمکا کرتی تھیں۔ دونوں تھیں دونوں طرحدار۔ تلک حسن کی بدر کامل تھیں۔ ان دونوں پریجمالوں میں زلیخا کے حسن کو فوقیت تھی۔ اس کے گھٹنے تک گیسوؤں کی بہار ہی اور تھی وہ اسقدر لمبے تھے کہ زلیخا کی نازک کمر کو ان کے پیچ سے نکلنا محال تھا۔ بڑی اور نشیلی آنکھوں سے ظاہر ہوتا تھا قدرت نے گل نرگس کے ساغر میں سرخ شراب بھر رکھی ہے۔ اس کا گدرایا جسم پری چہرہ پر شاخ گل کا طعنہ کھا رہا تھا۔ پلکوں سے معلوم ہوتا تھا خدا نے آنکھوں کے لیے پردہ بنائے ہیں۔ شگفتہ لبوں سے قدرتی تبسم عیاں تھا جن پر پان کی سرخی جھلک رہی تھی۔

گلنار اور شیرین نے لوکس اور جولین کے ساتھ نکاح پڑھا لینے کا وعدہ کر لیا تھا۔ ادھر زلیخا کے طرح سینے میں بیان خلیل کی عکسی تصویر اتر ہی ہوئی تھی۔ ان زہرہ جبینوں کو یہ خیال تھا کہ ہم کن اجنبیوں سے ربط ضبط بڑھا رہے ہیں۔ اسی طرح ان تینوں جوانوں کے ذہن میں یہ بات آتی تھی کہ یہ شوخ طرار حسینیں بلائے بے درمان ہیں ان سے محبت کرنا اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا ہے۔

اس جگہ کچھ ذکر دل تابان پاشا کا بھی کر دینا چاہیئے۔ دل تابان بادشاہ کی عمر ۵۵ سال سے کچھ تجاوز کر گئی تھی۔ وہ ایک تنذ مضبوط سلطانی فوج کا تجربہ کار جرنیل تھا۔ مگر اس میں ایک عیب تھا وہ قدح نوش شراب ارغوانی کا بہت شائق تھا۔

یہ محل اور باغ جہاں گلنار شیرین اور اسمٰعیل کی بود و باش تھی اسی جنرل کی ملکیت میں تھا۔ ایام گرما میں دل تابان بادشاہ کی زیادہ تر سکونت اسی قصر میں رہا کرتی تھی۔ گو خاص موروثی مکان قسطنطنیہ میں تھا۔ وہاں اس جنرل کے توابعین ملازم اور رشتہ دار رہا کرتے تھے دولت کی کمی کمی نہ تھی۔ اللہ کا دیا سب کچھ موجود تھا۔

اب ہم نفس مطلب پر آتے ہیں۔ ان تینوں جوانوں کی عشق و محبت کی باتیں کرتے ہوئے کمرے میں چھوڑ آئے ہیں۔ خلیل کی رفتار و گفتار اور بانکی ادا میں زلیخا کے دل میں کھبی جاتی تھیں۔ زلیخا کا سینہ تیر نظر کا بسمل تھا۔ خلیل کی صورت زیبا اُس کے دل میں اُتر ہی ہوئی تھی وہ سمجھتی تھی کہ خلیل کسی اعلیٰ خاندان کا چشم و چراغ ہے۔

باتیں کرتے کرتے ایک گھنٹہ منقضی ہو گیا چہلیں ہو رہی تھیں۔ ہنسی کے چہچہاں سے دانت نکلے پڑتے تھے دفعتہً دروازہ کی کھٹک سنائی دی۔ گلنار اور شیرین کا چہرہ اُتر گیا۔ خوف اور گھبراہٹ سے روشن جبین پر پسینہ نکل آیا۔ منھ سے نکلا۔ لو اباجان آ گئے۔ غضب ہو گیا۔

سہمی ہوئی زلیخا خلیل کے پہلو سے اُٹھکر دور کھڑی ہو رہی اور ذرا تیز آواز سے بولی میرے ماموں جان۔ آ رہے۔ دیکھا اسوقت خلیل مجھے کس طرح دیکھ رہا ہے۔ وہ خوف کھا کر خلیل کے سینہ سے چمٹ گئی۔ ابھی تک دروازہ زور زور سے کھڑ کھڑایا جا رہا تھا۔ اتنے میں یہ بھاری آواز آئی۔ دروازہ نہ کھول دیا جائیگا تو اچھا نہ ہوگا۔ ہم شکست کر کے اندر گھس آئینگے۔ اور یہ کیسا نازک وقت تھا اتنا موقع نہ تھا کہ ایک دوسرے کی تشفی کر سکے۔ یا اصلاح مشورہ کر کے کوئی سبیل نکال لے سب ایک ایک کا منھ تک رہے تھے۔ لوکس بولا۔ اب اطمینان رکھئیں میں پاشا کو جواب دے لونگا۔

اتنے مین پھر آواز آئی وہ دروازہ توڑنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ لوکس پھرتی سے دوسرے کمرے مین گھس گیا۔ قفل لگا ہوا تھا۔ کھول دیا گیا۔ زلیخا خلیل کی پشت پر ہو رہی۔

باب چوتھا

پٹ کھلتے ہی لوکس نے دیکھا چھ حبشی غلام مسلح دل تابان پاشا کے ہمراہ گھس آئے۔ نقرئی لیمپ روشن تھا۔ اس روشنی مین لوکس نے دو حبشیون کو پہچان لیا۔ کیونکہ دونون وہی حبشی تھے جو اس روز کشتی پر بیٹھے لوکس اور جولین کے ساتھ ٹیلے تک آئے تھے لوکس اس خیال سے کمرے کے گوشہ مین دبک رہا مبادا پاشا کی تیز نظر پڑ جائے اور دھر لیا جاؤن۔

پاشا کا چہرہ فرط غیظ سے سرخ ہو رہا تھا۔ لال لال دیدے حدقہ چشم سے نکلے پڑتے تھے۔ پاشا سیدھا اندر چلا۔ لوکس نے موقع دیکھکر شناسا حبشیون سے کچھ اشارہ کیا اُسنے معلوم ہو گیا ان حبشیون نے ہم لوگون کی آمد و رفت کا حال پاشا سے نہین کہا۔ پاشا برہنہ شمشیر ہاتھ مین لیے تھا۔ لوکس سر خم کئے خاموش دست بستہ کھڑا رہا۔ پاشا نے زبان کو حرکت دی بے ادب۔ گستاخ۔ کمینہ۔ بتا تو کون ہے اور کیون بے محابا ہمارے زنانخانہ مین گھس آیا۔

لوکس نے گڑگڑا کر جواب دیا۔ حضور آقا ہین۔ اگر جان لیا چاہتے ہین تو شوق سے سر قلم کیجئے۔ مین تیار ہون۔ مگر بغیر تفتیش حالات کسی بیگناہ کا خون کر ڈالنا غضب مین داخل ہے۔ بجز پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔ اور حضور ملاحظہ کرتے ہونگے۔ میری کمر مین بھی تلوار ہے۔

پاشا لوکس کا آخری جملہ سنکر آگ ہو گیا۔ دیر تک بغور چہرہ دیکھتا رہا حبشی غلامون کو حکم دیا اس مردود کو گرفتار کر لو۔ حکم کی دیر تھی حبشیون نے لوکس کو حراست مین لیلیا۔ لوکس نے بھی ہاتھ پانون نہین ہلائے اپنے تئین حبشیون کے حلقے مین دیدیا۔

پاشا کے حکم ثانی سے لوکس کی تلوار بھی چھین لی گئی۔ اور سب کے سب اُس کمرے مین آگئے جہان تینون عورتین کھڑی خوف سے کانپ رہی تھین۔ پاشا شمشیر برہنہ سب کی پشت پر تھا۔

پاشا کے آتے ہی نازک اندام گلنار۔ اور گل پیرہن عنبرین کے بدن پر لرزہ آگیا۔ کچھ چارہ نہ دیکھکر باپ کے قدمون پر گر پڑین۔ ابھی تک زلیخا اپنے دلدار خلیل کی پشت سے چپکی ہوئی کھڑی تھی۔ پاشا کو دیکھتے ہی وہ بھی اپنی بہنون مین مل گئی۔ آواز منہ سے نہین نکلتی تھی۔ ڈبڈبائی

ہوئی آنکھیں اس کی بیچارگی کا پتہ دے رہی تھیں۔
پاشا نے جولین اور خلیل کو بہ غضب نگاہ سے دیکھا۔ جشیون سے اشارہ کیا کہ ان نامنجاروں کی بھی تلوار لیلو۔ خلیل نے دل مضبوط کر کے جواب دیا۔
جنابعالی۔ جب تک اس جسم مین جان ہے۔ ممکن نہین کوئی میری تلوار پر ہاتھ ڈال سکے۔ مگر ہان ادب مانع ہی ایک جلیل القدر افسر سے گستاخی کر بیٹھنا خلاف تہذیب ہی۔ اس لیے تلوار دیدیتے ہین۔ مجھے کوئی عذر نہین۔
جولین۔ پیر مرشد! ضرور خطاوار ہین۔ سر تسلیم خم ہے۔ جو چاہے سزا دیجیے۔
الغرض خلیل اور جولین نے بھی اپنی تلوارین جشیون کے حوالے کر دین۔ جب گلنار اور شیرین نے اپنے اپنے آشنا کی زبان سے سنا اور دیکھا کہ یہ سب جان دینے کو تیار ہین۔ تو یکدم چیخ اٹھین نہین نہین۔ جان دیدینا کیا۔؟
اپنے پدر بزرگوار کے قدمون سے سر اٹھا کر کھڑی ہوگئین۔ اور گھبرائی ہوئی نظر سے گلنار نے لوکس کو اور شیرین نے جولین کو دیکھا۔ پھر اپنے باپ کے پرشکن چہرے سے نظر پھیر کر خاموش کھڑی ہو رہین۔ زلیخا بھی آہستہ سے اٹھی۔ حالانکہ اس کے منھ سے آواز نہین نکلتی تھی مگر بار بار اپنے آشنا خلیل کا منھ دیکھ لیتی تھی۔
خلیل۔ خداوندا! کیا اتنی نہایت خطا ہو سکتی ہے کہ کمترین آپکی صاحبزادیون اور بھانجی کو بے خطا ثابت کرے۔ حضور پر روشن ہو جائے گا۔ قصوروار کون ہے اور کس شخص سے قصاص لینے کی ضرورت ہے۔
پاشا نے بھی اس خیال سے کہ بالمفصل کیفیت دریافت ہو سے کسی کو مستوجب سزا قرار دینا بعید از انصاف ہے فرمایا۔
خیر۔ صاحب! کہیے۔ کیا معاملہ ہے۔
لوکس بول اٹھا۔
وولی نعمت! مین اور میرے دوست رئیس زادے ہین۔ سیر کی جہت سے قسطنطنیہ آنا ہوا۔ قریب قریب پندرہ یوم سے اس شہر میں مقیم ہین آج شام کو ساحل باسفورس کی سیر کر رہے تھے۔ چہل قدمی کرتے کرتے ادھر نکل آئے۔ باغیچہ دیکھکر طبیعت لہرا اٹھی ۔۔ دروازہ کشادہ دیکھکر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پاشا۔ کون دروازہ ؟
لوکس۔ وہ جو اوس میدان کے عقب مین ہے۔
پاشا۔ خیر۔ پھر۔
لوکس۔ ہمارے ذہن مین گذرا کوئی روک ٹوک کرنے والا نہین ہے۔ چلو اندر کی سیر کر لین چنانچہ ہم تینون احباب باغیچہ کے چمنون کی ہوا کھاتے ہوے بارہ دری کے پاس پہونچے دیکھا دروازہ کھلا ہوا ہے۔
پاشا۔ کون دروازہ ؟
لوکس۔ میرے آقا۔ وہ جو اس محل کی پشت پر ہے۔
پاشا۔ پھر
لوکس۔ (خلیل کی جانب اشارہ کرکے) میرے مسلمان دوست خلیل نے بغیر اطلاع دیے اندر جانے سے منع کیا۔ اور شفیق جولین نے بھی میرے کام کی تائید کی۔ حضرت سلامت! جسکی زیادہ اس معاملہ مین زور دیا ہے وہ مین ہون۔ میرا خیال تھا۔ اندر جاکر رہنے کا کسل مٹانے اور پانی طلب کر لینے مین کوئی حرج نہین ہو۔ مین آگے بڑھا میرے دوست بھی مجبوری میرے ساتھ ہو لیے زیادہ تر اس خیال سے۔ کہ شہر پرآشوب ہے روزانہ درپردہ خون ہوتے ہین۔ ہو شہر یا خبرون سے شہر بھر مین تہلکہ مچا ہوا ہے۔ کوئی شخص ایسا نہین جسکی زبان پر ان خونی وارداتون کا ذکر نہو۔ ہملوگون نے بھی حلف اوٹھائے تھے کسی وقت اور کسی جگہ تنہا نہ جائین گے۔
خونی وارداتون کا نام سنتے ہی گلنار۔ شیرین اور زلیخا تینون عورتون کے منھ پر ہوائیان اوڑنے لگین۔ خاصکر زلیخا کا چہرہ فق ہو گیا۔ اور ایسی گھبرائی کہ جھپٹکر خلیل کی چھاتی سے چمٹ گئی مگر پاشا کے خشونت آمیز تیورون نے زلیخا کو خلیل کے سینے سے جدا کر دیا۔
پاشا۔ (لوکس سے) اچھا۔ پھر کیا ہوا۔ ؟
لوکس۔ ہم تینون شخص اس محل مین داخل ہوے۔ زینے پر چڑھکر جو دروازہ ملا کنڈی کھڑکھڑائی کچھ جواب نہ ملنے پر ہمت کر کے۔ نہین کہہ سکتا۔ سہو ہو گیا۔ مین نے زور سے دھکا دیا۔ پٹ بھڑے ہوے تھے دروازہ کھل گیا۔ مین اندر گھس گیا یہ دوست بھی میرے بعد آئے جب اس کمرے مین پہونچے۔ دیکھتا کیا ہون تین خوبصورت لیڈیان بیٹھی ہوئی ہین۔ ہماری صورتین دیکھکر یہ بیچاریان چیخ اوٹھین۔ اور پھر سنبھلکر طیش آلود زبان سے بولین۔

نکل سکین - لیکن میرے آتا! ہم لوگ انکا جمال جہاں آرا دیکھنے مین کچھ ایسے محو ہو گئے کہ ہمکو اپنی خبر نہین رہی - ادھر انھون نے دیکھا جھڑکی دینے اور دھتکارنے کا اثر نہین ہوتا تو نرمی اور ملائمت سے سمجھانے لگین - فرماتی تھین - یہان ٹھہرنا اچھا نہین - چونکہ ہم انکی دل ربا صورت پر مفتون ہو چکے تھے - ہم لوگون نے قسم کھائی کہ تمھارے ساتھ عقد کر کے عیش و عشرت کے ساتھ زندگی بسر کرینگے - یہ باتین ہو رہی تھین کہ دروازہ کھٹکنے کی آواز آئی اور پھر جو کچھ پیش آیا حضور واقف ہی ہین - پاشا کے ہونٹون پر بل پڑے ہوے تھے - چہرہ تمتمایا ہوا تھا - کچھ دیر تک کسی فکر مین ڈوبا رہا - اسکے بشرے سے ترشح ہوتا تھا کہ لوکس کی باتون پر اسکا یقین نہین جمتا - جولین اور خلیل لوکس کی اس بیباکی کی دل مین تعریف کر رہے تھے گلنار اور شیرین اور زلیخا کے لبون پر مہر خموشی ثبت تھی چہرون پر افسردگی برس رہی تھی - مگر زلیخا کے چہرے پر مسل نہ تھا سب سمجھتے تھے لوکس نے کل قصور اپنے ذمہ لیلیا ہے - اور خلیل اور جولین کو پاشا کے قہر و غضب سے بچانا چاہا ہے -

پاشا - (دیر کے بعد لوکس سے) خیر - آپ ہین کون؟

لوکس - مجھے لوکس بولتے ہین - سلطان کی رعایا کا کم ظرف بندہ ہون میرے پدر بزرگوار البانیہ کے جاگیردار ہین -

پاشا - (جولین سے) آپ کون ہین -

جولین - میرا نام جولین ہے - میرے ابا لینوکس مین تجارت کرتے ہین مین بھی سوم سلطان سلیم کی رعیت ہون -

پاشا - (خلیل سے) اور آپ -

خلیل - مین خلیل عثمان کے نام سے یاد کیا جاتا ہون میرا باپ کرامانیہ کا رئیس اور جاگیردار تھا اسے انتقال کیے ہوے چند روز ہوے ہین - مین تمام دولت اور جائداد کا مالک سمجھا جاتا ہون - مین بھی سلطان سلیم کی رعایا کا کمترین بندہ ہون - میرا بیان خواہ سوال دیگر جواب دیگر کے پیرایہ مین سمجھ لیا جائے مگر مین یہ ضرور عرض کرونگا کہ مین نے اپنی حیثیت کا اندازہ کر کے تہیہ کر لیا تھا کہ زلیخا سے عقد پڑھا لینے کی تحریک کرونگا - خواہ منظور ہو یا نہو -

خلیل نے جس طریق پر یہ جملے بیان کیئے اُس سے ٹپکتا تھا کہ وہ بات کا دھنی ہے -

خوبصورت زلیخا بات بات پر اُس کے چہرے کی طرف دیکھ لیتی تھی۔ دل مین محبت کا پودا جڑ پکڑتا جاتا تھا۔ گلنار کو بھی فکر لاحق تھی۔ اتنے مین پاشا نے غلامون کی جانب دیکھکر گلنار کی طرف اشارہ کیا۔ اور انھون نے حکم پاتے ہی اُسے گرفتار کر لیا۔ دلپذیر رست والی گلنار اپنی زیست سے ناامید ہو گئی۔ اسکی بڑی بڑی کٹیلی آنکھون سے سرشک غم کے طرارے بہنے لگے نازک کلیجہ اچھلنے اور قلب دھڑکنے لگا۔ ایسی حالت مین اُسنے بدحواس ہوکر کہا۔

میرے پیارے ابا! میرا کیا حال ہوا۔؟ اور لوکس کی طرف دیکھکر زبان بند کر لی۔

لوکس۔ (بے چین ہوکر) خداوند! پیر مرشد!! آقائے نعمت!!! مجھ قصوروار کا عوض بیچاری گلنار سے کیون لیا جاتا ہے۔

شیرین۔ (چیخ لگاکر) ابا۔ ابا! میرے پیارے ابا!!! میری بہن کو معاف کردو۔ خدا کے واسطے معاف کردو۔

زلیخا۔ (نرم اور پیاری آواز مین) ماموں جان! اگر اسوقت غیظ و غضب کے عالم مین حضور نے اس بے قصور گلنار سے عوض لیا تو یقیناً آپ کی جان کو بھی خطرہ ہے۔ ساتھ ہی جولین نے بھی گڑگڑا کر کچھ کہا۔ خلیل بھی کچھ کہنے کو تھا۔ کہ دل تابان پاشا نے اشارے سے روک دیا۔ اور سخت آواز سے کہا خاموش۔ خبردار اب کوئی لفظ زبان سے نہ نکلے۔

پاشا۔ (غصے سے) مین نے کل باتین بغور سن لین۔ تم لوگون نے دوسرے کے محل مین گھس کر پردہ نشین لڑکیون کی عزت خراب کر دی یہ ممکن نہین کہ ایسے جرم کی سزا نہ دیجائے۔ تم خود اپنے بیان سے مجرم قرار پاتے ہو۔ تمھین نے اپنے دوستون کو بھی ترغیب دی۔ لہذا تم ہی جوابدہ گردانے گئے۔ تمھاری گفتگو سے مترشح ہے کہ تم نے سب کے بالعوض اپنی جان دینے کا ارادہ بھی کر لیا ہے۔

لوکس۔ قبلہ عالم! بیشک۔ بندہ بخوشی جان دینے پر آمادہ ہے مگر منشا یہی ہے دوسرون کی جان کو گزند نہ پہونچے۔ اس کلمے سے گلنار کا دل بھر آیا۔ حالانکہ آنکھون مین خون کی سرخی نہ تھی تاہم موتی اشک اُس کے گل رخسارون کا بوسہ لیتے ہوئے ٹپک رہے تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ پھول سے گالون پر جو کچھ سرخی ہے وہ خون بنکر بہی جاتی ہے تاہم۔ افسوس! دل تابان کے دل پر کچھ بھی اثر نہین۔ دل تابان پاشا کے لب سے کچھ نکلا چاہتا تھا کہ شباب کی انگوٹھی ... چیخ اٹھی۔ اور چیخ کے ساتھ ہی یہ جملہ سنائی دیا۔ ابا جان یہ کیا کرتے ہو۔؟

پاشا۔ (غصے سے تھرا کر) کیا تیری خواہش ہے میری عزت زمین پر ملنے لگے۔ ...

گلنار اور ون پر رعایت ہوسکتی ہے مگر تجھ قطامہ پر ذرا بھی رد رعایت نہین ہوسکتی۔ تو نے مجھ جلیل القدر افسر کے خاندان مین داغ لگایا۔ تیرے طریقے دیکھکر چھوٹی بہن بھی برباد بھی ہوگئی۔ ان آوارہ گرد بدکارون سے عوض تو اسیوقت لے سکتی تھی تجھے تو اپنی جوانی کا جوش نکالنا تھا۔ بیحیا بے غیرت۔ اپنے چہرے سے نقاب تک اٹھادی۔ تیری آنکھونکا پانی مرگیا غیرت دھو بہائی (کچھ توقف کر کے) نہین نہین لوکس کی طرح تو بھی گنہگار ہے۔ جس طرح لوکس اپنے دوستون کی خاطر جان دینے پر آمادہ ہے۔ تو بھی آمادہ ہوجا۔

لوکس۔ کیا حضور اس شرط کو فراموش نہ کر گئے۔ کہ مجرم میرے اور کوئی شخص سزا کا مستوجب نہین ہے

پاشا۔ خیر۔ تجھے پھانسی دی جائیگی تاکہ اسکی جان کو بھی کچھ گزند نہ پہنچے۔

یہ سنتے ہی گلنار چیخ اٹھی۔ شیرین اپنی پیاری بہن کی بدحواسی دیکھکر شور و شیون کرنے لگی۔ زلیخا نے یاس و حسرت کے ساتھ خلیل پر نگاہ ڈالی۔

خلیل۔ قبلہ۔ کیا آپ اپنا قصد ملتوی نہین کرسکتے۔

پاشا۔ نہین۔

خلیل۔ خیر اتنی اجازت مل جاتی کہ مین اپنے شفیق لوکس کے گلے مل لون۔ اور تسکین بخش کلمون سے اُس کی دلجوئی کردون۔

پاشا۔ اجازت ہے۔ جاؤ گلے مل لو۔

یہ کہکے پاشا نے حبشی غلامون سے اشارہ کیا۔ وہ لوکس کو چھوڑکر علیحدہ ہوگئے خلیل آگے بڑھا۔ لوکس کے سینہ سے چمٹ گیا اور پاشا کی آنکھ بچا کر اپنی انگشتری اُسکی انگلی مین ڈالدی اور آہستہ سے کہا۔ غالبًا پاشا تمھین معاف کردیگا۔ اور اگر خدانخواستہ پھانسی کا حکم دے تو یہ انگشتری پاشا کو دکھا دینا۔ شاید پوچھ بیٹھے یہ انگشتری کہان پائی تو کہدینا خلیل میان نے دی ہے۔

حاضرین دیکھ رہے تھے کہ خلیل لوکس کی دلجوئی کررہا ہے مگر زلیخا نے انگشتری دیتے دیکھ لیا تھا۔

جب خلیل لوکس سے علیحدہ ہوا تو جولین نے اپنے دوست سے ملنے کی اجازت چاہی اُسے بھی اجازت مل گئی۔ لوکس نے گلے ملتے وقت اُس سے کہا۔ ہمدم و غمگسار مایوس مت ہو انشاء اللہ معافی مل جائیگی۔

پاشا - (غلاموں سے) ان مجرموں کو لے جاؤ۔ یہاں یہ کہدینا ضروری ہے کہ جب دل تابان پاشا گلنار اور شیرین کے کمرے میں آیا آمنہ بھی لوگوں کی نظروں سے بچتی آگئی تھی۔ وہ ایک گوشہ میں دبکی بیٹھی ہوئی یہ تماشا دیکھ رہی تھی اُسے یقین تھا راز افشا ہوجانے سے اپنی بھی خیریت نہیں ہے جب اُس نے لوکس کی بناوٹی گفتگو سماعت کی تو اُسے اپنی جان بچنے کا بھروسا ہوا اُدھر پاشا حکم دے کر کمرے سے نکلا۔ آمنہ بیگم اسمعیلہ کے کمرے میں آئی۔ لوکس اور گلنار بھی حبشیوں کی زیر حراست نکل آئے۔ صرف شیرین اور زلیخا کمرے میں اقامت پذیر رہیں خلیل نے چلتے وقت زلیخا کے کان میں کچھ کہدیا تھا۔ جب کمرہ خالی رہگیا اور دونوں بہنیں تنہا رہیں جھٹ جھٹ کر خوب روئیں زلیخا نے کہا۔ شیرین بہن! گھبراؤ نہیں۔ گلنار پر آفت نہیں آسکتی۔ بال بال بچ جائیگی

شیرین - بہن۔ کیسے بچ سکتے ہیں۔ کچھ بتاؤ تو۔

زلیخا - بہن۔ گلنار کو وہ وقت دیکھنا نہ پڑیگا کہ اُس کے دلبر خلیل کی جان کو کوئی گزند پہونچ کر اور جب خلیل آفت سے بچ گیا تو تمھاری بھی خیریت ہے اس کے علاوہ لوکس کو بھی جان کا خطرہ نہیں وہ بھی صاف نکل آئیگا۔

شیرین - (آسمان پر نظر ڈالکر) باری تعالی ایسا ہی کرے۔ لیکن کس طرح۔ کچھ بتاؤ تو۔

زلیخا - میں نے اپنی انگشتری لوکس کی ہاتھ میں ڈالدی ہے۔ یہی انگشتری اس کی جان بچا لیگی اور معاملہ صاف ہوجاویگا۔

باب پانچواں

لوکس اور گلنار زینے سے اترے۔ دل تابان ساتھ تھا خلیل جولین سے بولا۔ میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ یہ کہکر وہ ایک کمرے میں داخل ہوا۔

پاشا - (خلیل اور گلنار سے) یہاں قیام کرو۔ میں آتا ہوں پلٹ کر تم سے لوکس کی کیفیت بیان کرونگا۔ خبردار میری عدم موجودگی میں بھاگنے کا ارادہ نکرنا مسلح حبشی باہر پہرہ دے رہے ہیں۔

یہ کہکر پاشا نے کمرہ کا دروازہ بند کردیا۔ اور خود چلتا ہوا یہاں جولین نے خلیل سے استفسار کیا۔ بولو حضرت پاشا ہمارے ساتھ لوکس کی طرح سلوک تو نہ کریگا۔

خلیل - کیا بتاؤں۔ کچھ کہہ نہیں سکتا۔

جولین - کیا آپکو لوکس کے بچنے کی کچھ اُمید ہے۔ کیا لوکس نے کچھ کہا تھا۔

خلیل - کچھ بھی نہین کہا - البتہ گوشگذار کر دیا تھا - دوست گھبراؤ نہین فضل خدا شامل حال ہے تو تمھاری جان کو گزند نہین پہونچ سکتا -

جولین - آپ کس طرح یہ بات کہہ سکے -

خلیل - ایک انگشتری ہے جو اُس کو تمام زحمتون سے نجات دلاویگی جولین حیرت مین آگیا - ادھر پاشا قیدیون کے کمرے مین آیا - غلام پہرہ دے رہے تھے - پاشا کے حکم سے گلنار اور لوکس کی مشکین کس دی گئین - دو حبشی انکو لیکر آگے بڑھے - اور باقی چار غلام جولین اور خلیل کے کمرے پر تعینات کر دیے گئے - لوکس کا بازو ایک حبشی کے ہاتھ مین اور گلنار کی ساعد سیمین دوسرا تھامے ہوے تھا گلنار لوکس کی طرف سے نا اُمید ہو چکی تھی لوکس کو گلنار سے اشارہ کرنے کا بھی موقع نہین ملتا تھا کیونکہ دل تابان اُن کے درمیان ساتھ ساتھ چل رہا تھا چلتے چلتے اُس باغ کے کنارے پہونچے جہان زینہ سے اُتر کر کشتی پر سوار ہونا تھا - گلنار کی چلنے سے مجبور تھی - تھکاوٹ سے ہاتھ پاؤن جواب دے رہے تھے - وہ تکلیف سے بیہوش ہو جاتی تھی - اگر غلام اُسے سنبھال نہ لیتا تو زمین پر گر پڑتی - چاندنی چھٹکی ہوئی تھی باسفورس کی موجون مین ماہتاب کا عکس عجیب کیفیت دکھا رہا تھا - مگر سیمین عذار گلنار کی آنکھون مین اندھیری چھائی ہوئی تھی - کچھ دیر اُس نے اپنے تئین کشتی پر سوار پایا - اُس کے متصل لوکس بھی نا توان توڑے بیٹھا تھا شمشیر برہنہ پاشا انکے درمیان ایستادہ تھا -

گلنار دیکھ رہی تھی مین کشتی پر سوار ہون اور کشتی اُس پانی پر جا رہی ہے جو میرے دلبر کی لاش کو کچھ دیر بعد اپنی آغوش مین لے لیگی - اُس نے لوکس کی یاس آمیز نظر سے دیکھکر تھرتھرائی ہوئی آواز مین کہا - والد ماجد! للہ اس کی جان بخشدو - واجب الرحم ہے - ترس کھاؤ - مجھے اس کی جانکنی کا نظارہ نہ دیکھنا پڑے -

پاشا - خاموش! بدکار خاموش -

لوکس - میرے آقا - غلام کو اپنی جان کی پروا نہین محض بی بی گلنار کا خیال ہے - حضور مجھ خاطی پر رحم فرمائین - برائے خدا مجھے زحمتون سے نجات دیجیے - خداوندا! عفو بڑی چیز ہے آپکی رحمدلی کی مثال قائم ہو جاویگی - جو خود اپنے جرم کا مقر ہے - اسکو بخشدینا کتنی بڑی نمود کی بات ہے -

پاشا - ایسے موقع پر رحم کرنا گناہ عظیم ہے - اتنی مہلت تجھے دیجاتی ہے صمدیت مین دعا کر خدا تیرے گناہون کو عفو کے دریا مین بہا دے -

لوکس - بارگاہ صمدیت مین الحاح وزاری کر رہا تھا - کہ اتنے مین پاشا کے اشارے سے ایک

حبشی نے تھیلا نکالا۔ گلنار تھیلا دیکھتے ہی چیخ اٹھی مگر لوکس آہستہ سے یہ کہہ دیا۔ ابھی امید ہے "
ممکن تھا بیہوش ہوکر فرش زمین ہو جاتی۔ اس جملہ سے گلنار کا چہرہ بشاش ہوگیا۔

لوکس۔ (پاشا سے) میں حضور سے پھر گذارش کرتا ہوں خدا را مجھے چھوڑ دیجئے۔ عہد کرتا ہوں اب قسطنطنیہ میں قدم نہیں رکھونگا۔

پاشا۔ میں اپنا ارادہ بدل نہیں سکتا۔

لوکس۔ نہیں پیر مرشد ایک دیندار مسلمان کے لیے رحم کرنا باعث نیکنامی ہے۔

پاشا۔ بس خاموش۔ اب کوئی لفظ زبان سے نہ نکلے۔

لوکس۔ حضور! میرے ہاتھ میں انگوٹھی ہے۔ ذرا ملاحظہ فرمالیجئے۔

پاشا۔ اجل سر پر کھڑی ہے اور پھر بھی مذاق کئے جاتا ہے۔

لوکس۔ بس اس سے زیادہ تکلیف نہ دونگا۔

پاشا کچھ اضطراب کے ساتھ لوکس اور جولین کی جانب بڑھا۔

لوکس کے دونوں ہاتھوں میں دو انگوٹھیاں تھیں ایک میں بیش قیمت ہیرا جڑا ہوا تھا اور دوسری میں مانک۔ مانک والی انگوٹھی میں کچھ کھدا ہوا تھا۔ اس انگوٹھی کو دیکھکر پاشا کے ہوش پراگندہ ہوگئے۔ لوکس کا دل بول رہا تھا خلیل کی دی ہوئی انگوٹھی کچھ سحر کا اثر رکھتی ہے۔ ادھر پاشا فکر و اوہام کے الجھیڑے میں پھنسا ہوا اس منصوبے میں تھا۔ کیا کروں کیا نکروں؟ آخر گھبرا کر نرم لہجے سے پوچھا۔ یہ انگوٹھی کہاں ملی۔؟

لوکس۔ میرے دوست خلیل عثمان کا عطیہ ہے۔

پاشا۔ (تعجب سے) سچ کہنا۔ میاں خلیل سے کب کی ملاقات ہے۔

لوکس۔ ہم لوگ ہوٹل میں تھے۔ میاں خلیل بھی آ رہے۔ بجز اسکے اور کچھ نہیں جانتا۔

دل تابان پاشا تشویش میں پڑگیا۔ پھر حبشی سے اشارہ کیا۔ حبشی نے لوکس کی مشکیں کھولدیں گلنار بھی آزاد کر دی گئی۔

پاشا۔ ابھی تمھاری جان خطرہ میں ہے۔ سچ بتاؤ کیا اس سے زیادہ خلیل کا حال نہیں جانتا۔

لوکس۔ نہیں سرکار۔!

لوکس حیرت زدہ سوچ رہا تھا اس انگوٹھی میں عجب اثر ہے۔

پاشا۔ تعجب ہے یہ راز سمجھ میں نہیں آتا۔

لوکس - میں سمجھتا ہوں حضور نے اپنا قصد بدل دیا اب گلنار مجھے مرتے وقت نہیں دیکھیگی۔
ادھر آشفتہ مزاج گلنار پاشا کے قدموں پر گر پڑی۔

پاشا - مجھے یہ دیکھنا ہے خلیل انگو ٹھی کے بارے میں کیا کہتا ہے - کبھی ایسی حرکت نہ کرنا۔

پاشا نے غلاموں سے اشارہ کیا۔ کشتی تیزی سے واپس جانے لگی۔ اب لوکس کو گلنا سے ہاتھ ملانے کا اچھا موقع ملا۔ لوکس گلنار کے دل خوشی سے اُچھل رہے تھے - اودھر پاشا فکر اور تشویش میں غلطان وپیچان تھا۔

ادھر جولین اور خلیل کا حال سنیے یہ دونوں ایک کمرے میں بند کر دیے گئے تھے حبشی غلام پہرے پر تعینات تھے - دل تابان پاشا نے کمرے میں قفل لگا رکھا تھا۔ اس کنجی کے سوا اس کمرے کی ایک کنجی اور تھی جو محل میں کسی کے پاس رہتی تھی - اس کنجی کا پتہ نہ تھا کس کے پاس ہے شاید اس کنجی کا پتہ آمنہ کو معلوم ہے - خلیل اور جولین کو اس کمرے میں دو منٹ بھی نہ گذرے تھے دفعتہً دروازہ کھلنے کی آواز آئی - خلیل اور جولین نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا - آمنہ چلی آرہی ہے - آتے ہی آمنہ نے اشارہ کیا آہستہ - آہستہ بات چیت کرو نیچے غلام پہرہ دے رہے ہیں - پھر خلیل سے کان میں کہا - میاں آہستہ آہستہ میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔

خلیل - میں تنہا نہیں جا سکتا - جولین کو بھی لیچلو -

آمنہ - یہ نہیں ہو سکتا - جب تمہیں معلوم ہے کہ پاشا بجز ایک شخص کے دوسرے سے مواخذہ کریگا تو گھبراہٹ کا ہیکی - جولین کو یہیں رہنے دو -

خلیل - پھر مجھے لے بھاگنے کی کیا ضرورت ہے -

آمنہ - اسی میں نفع ہی میرے پیچھے چلے آؤ -

جولین - کیا ہرج ہی - چلے جاؤ -

خلیل آمنہ کی پشت پر ہولیا - آمنہ نے بڑھکر چور دروازہ کھولا - اور خلیل سے اندر جانیکا اشارہ کیا - ادھر خلیل اندر گیا ادھر آمنہ نے دروازہ بند کر کے قفل لگا دیا -

خلیل نے دیکھا آراستہ پیراستہ کمرے میں ایک خوبصورت لیڈی مسند پر تکیہ لگائے بیٹھی ہی اس لیڈی کی عمر تیس سال کی ہوگی - رنگ صاف اور گورا تھا - جوانی کی اُمنگیں ابھی اُس کے جوبن کو چھیڑ رہی تھیں نشۂ شباب میں مخمور دلستان کی ایک ایک ادا عشاق کے لئے تیر ہدف تھی - آنکھوں میں گلابی ڈورے عجیب کیفیت پیدا کر رہے تھے - اُس کے عنبرین گیسوؤں کے جال میں خواہی

نخواہی دل الجھ جاتا تھا۔

الغرض بادہ جوانی مین مست دلستان شان کے ساتھ تکیہ لگائے لیٹی تھی۔ اس کے پوشاک جسم پر بہت کھلتی تھی۔ اس سے اس کی خوبصورتی اور بڑھ گئی تھی۔ خلیل اگر زلیخا کو نہ دیکھ چکا ہوتا تو ضرور کہہ اٹھتا دنیا مین اس لیڈی سے بڑھکر کوئی دلستان نہوگی۔ اس ماہوش نے خلیل کو دیکھکر اور بھی پاؤن پھیلا دیے۔ تاکہ اُسکی نظر جسم کے ہر حصے پر پڑے اور مستانہ ادا دیکھکر دل کی امنگون کو روک نہ سکے۔ دلستان نے خلیل کو مسند پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ خلیل خاموشی سے مسند پر بیٹھ گیا۔ دلستان نے ادائے دلربایانہ سے زبان کو حرکت دی۔ اے گبرو جوان! تو بڑا خوش قسمت ہے جو مجھ ایسی دلستان کے پہلو مین بیٹھنے کو جگہ مل گئی۔ تو نہین جانتا مین کون ہون۔؟

خلیل۔ اسوقت مین دل تابان پاشائی بیگم اسمعیلیہ کے پاس بیٹھا ہوا ہون۔

اسمعیلیہ۔ مجھ ایسی خوبرو لیڈی کس کی بیگم۔ ادنی خوش کی۔ افسوس زندگی کا لطف اُسوقت تھا۔ جب مجھے کسی خوبصورت نوجوان کے پہلو سے بیٹھکر دل ارمان نکلنے کا موقع ملتا۔

خلیل۔ کیا آپ نے اسی امید پر طلب کیا ہے۔

اسمعیلیہ۔ کیا دیوانی تھی کہ بلا سبب تمکو طلب کرتی۔ اور اپنی عزت خراب کرتی۔ اور ایک ایسی آفت خرید کر لیتی جس مین جان جانے کا خوف ہے۔

اسمعیلیہ اور کچھ کہنا چاہتی تھی کہ خلیل نے قطع کلام کر دیا۔ میرا منشا ہرگز یہ نہین ہے کہ بلا وجہ آپکو ناراض کر دون۔ مین اسی کو خوش نصیبی سمجھتا ہون کہ آپ سی خوبرو دلربا کے پہلو مین بیٹھنے کو جگہ ملگئی۔

اسمعیلیہ۔ بیرحم جوان! تو جتنا خوبصورت ہے اتنا ہی سنگدل بھی ہے کیا میری محبت کا یہی ثمر ہے۔

خلیل۔ مجھے آپ سے پرہیز ہے اور نفرت ہی ہے۔

اسمعیلیہ۔ سچ کہنا وہ کون ایسی دلربا ہے جس کا نقش محبت تیرے دل مین کچھ ایسا جمگیا ہے کہ مٹائے نہین مٹتا۔ اگر میرا خیال غلط نہین ہے تو کہہ سکتی ہون۔ بی بی زلیخا کے عشق مین پھنسے ہوے ہو۔

خلیل۔ جب آپکو کیفیت معلوم ہے تو بیکار مجھے طلب کیا۔

اسمعیلیہ۔ آہ تونے میری خوبصورتی کی تصویر کچھ اس نقش و نگار سے کھینچکر میری آنکھون کے روبرو پیش کر دی کہ بیساختہ دل ہاتھ سے نکل گیا۔ اسوقت تمہاری صورت اور وجاہت دیکھکر جو اپنی کیفیت سے

وہ میرا قلب جانتا ہے۔ خلیل دیکھو میرے ساتھ سنگدلی کا برتاؤ نہو۔ یہ سمجھ لو بے اعتنائی کا نتیجہ اچھا نہوگا خدا نہ کرے کوئی کسی عورت کا دل دکھائے۔ دُکھے دل کی عورت کیا کچھ نہیں کر بیٹھتی ہے۔ جانتے ہو۔

خلیل۔ جب آپکے سمجھانے سے زلیخا کی محبت کا رنگ میرے دل سے نہیں اُترتا تو دھمکیاں دینے سے کب پھر سکتا ہے۔ خدارا مجھے یہاں سے نکل جانے دو۔ پاشا آتے ہونگے۔ اگر مجھے اس کمرے میں دیکھا تو میری اور تمھاری دونوں کی جان پر بنجائیگی۔

یہ کہکر خلیل اُٹھکر کچھ دور کھڑا ہو رہا۔ اور انتظار کرنے لگا۔ دیکھیں اسمٰعیلیہ کب جانے کا اشارہ کرتی ہے۔ کچھ دیر بعد اسمٰعیلیہ بولی۔ کیا میری محبت نے تیرے دل پر ابھی تک اثر نہیں کیا۔

خلیل۔ خدا کے واسطے مجھے نکل جانے دیجیے۔ یہاں رہنے سے میں اور آپ دونوں خطرے میں ہیں۔

اتنے میں آمنہ ہانپتی کانپتی اس کمرے میں گھس آئی۔ بولی۔ پاشا واپس آتے ہیں۔ میں نے انھیں باغ میں دیکھا ہے۔

اسمٰعیلیہ۔ (خلیل سے) او گبرو جوان! اچھا نکل جا مجھے معاف کرنا۔ میری یاد فراموش نکرنا پھر کسی موقع پر تجھ سے مل سکونگی۔

آمنہ آگے بڑھی خلیل قدم پہ قدم رکھتا چلا جاتا تھا آمنہ نے اُس کمرے میں جہاں جولین تھے پہنچا خلیل کو دیکھکر دروازہ بند کر لیا اور ہٹ کر چند قدم بڑھی تھی کہ دل تابان پاشا۔ لوکس گلنار چند حبشیوں کے ساتھ داخل محل ہوئے۔

خلیل کی واپسی پر جولین نے پوچھا۔ کیا معاملہ تھا۔ کہاں گئے تھے۔ خلیل نے کل ماجرا سنا دیا۔ اتنے میں دروازے کے پٹ کھل گئے دل تابان پاشا کمرے میں داخل ہوا۔ دونوں قیدیوں سے کہا مت سہمے ہو۔ لو۔ پاشا کے چہرے سے ظاہر ہوتا تھا۔ اُس کے خون کی گرمی جاتی رہی۔ نرم دل ہو گیا ہے۔ کیونکہ ان قیدیوں کی اب توقیر و منزلت کرتا تھا۔ پاشا خلیل اور جولین کو لئے ہوئے گلنار اور شیرین کے کمرے میں پہونچا خلیل اور جولین نے گلنار کو لوکس کے پہلو میں بیٹھے دیکھا شیرین اور زلیخا بھی آج خرسند و ملول دیتی تھیں۔ خلیل کو دیکھتے ہی لوکس دوڑ کر گلے سے چمٹ گیا۔ اور بولا۔ دوست! تمام عمر احسان فراموش نہوگا۔

خلیل۔ مجھے اس انگشتری پر پورا بھروسہ تھا۔

لوکس گلنار کے قریب بیٹھ گیا۔ جولین کو شیرین کے پہلو اور خلیل کو زلیخا کے بغل میں جگہ ملی
پاشا خاموش بیٹھا رہا۔ کیونکہ انگوٹھی جادو کا کام کر گئی تھی۔
پاشا۔ (خلیل سے) اس انگوٹھی کے مالک کو کس شاہی خاندان سے سمجھوں۔
خلیل پیشتر ہی حضور سے عرض کر چکا ہوں۔ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔
پاشا۔ آخر یہ انگوٹھی کس طرح ہاتھ آئی۔
خلیل خداوندا یہ نہیں بتا سکتا۔
پاشا کو اس جواب پر حیرت چھا گئی۔ خلیل کے چہرے کو غور سے دیکھا پھر کسی فکر میں پڑ گیا۔
کچھ دیر بعد زبان سے نکلا۔ صاحب کیا بات ہے کیا ہم اس راز کو سن نہیں سکتے۔
یہ کہکر پاشا رک گیا۔ اور خلیل کی جانب دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔ خیر۔ صاحب۔ بہتر ہے آپ میرے مکان سے تشریف لے جائیں۔
خلیل۔ پیر مرشد آپکا حضور نے اس بہشتی طبقہ میں تھوڑی ہی دیر کے لیے بیٹھنے کی اجازت دی تھی۔ اب حکم ہوتا ہے یہاں سے نکل جاؤ۔
پاشا۔ میری الجھن بڑھتی جاتی ہے سمجھتا تھا انگوٹھی کا راز افشا ہو جانے سے دل کا وحشت جائیگی۔
خلیل۔ خداوند نعمت! اگر اجازت دیں تو ایک قصہ سناؤں اس سے آپکا شک بھی دفع ہو گا اور اس کا دلچسپ بیان آپکو حیرت میں ڈالدیگا۔
پاشا نے فرمایا۔ سناؤ۔
یہ کہکر کوچ پر آرام سے بیٹھ گیا۔ گلنار نے حقہ پاشا کے سامنے لگا دیا پاشا قلیان کشی کرنیلگا گلنار لوکس کے پاس بیٹھ گئی۔ خلیل نے لبوں کو جنبش دی اور لوگ قصہ سننے کے مشتاق ہو گئے۔ زلیخا بار بار خلیل کا چہرہ دیکھ لیتی تھی۔

باب چھٹا

درحقیقت خلیل نے مزیدار قصہ سنایا۔ گلنار۔ لوکس۔ اور شیرین جولین کو اپنی خاص کہانی سہو ہو گئی تھی۔ زلیخا کی ٹکٹکی خلیل کی جانب تھی۔ دل تابان پاشا کو یہ قصہ بہت پسند آیا۔ پسند ہونے کی خاص وجہ یہ تھی کہ وہ سمجھتا تھا کہ شاید خلیل انگوٹھی کا کچھ راز کھولیگا۔ پاشا قصہ دیر تک

سنتا رہا۔ بولا گو کہانی دلچسپ ہے مگر آپکی باتوں سے کچھ بھی لگاؤ نہیں۔
خلیل۔ حضور میں جس ملک کا باشندہ ہوں۔ وہاں کے بعض تاریخی حالات چشم دید ہیں۔
پاشا کچھ جواب دیا چاہتا تھا کہ خلیل نے زبان روکدی اور کہا پیر مرشد! اسی طرح اور بھی
چھ سات قصہ ازبر ہیں۔ اگر حضور سماعت فرمائیں گے تو دلکو بہت خوشی ہوگی
پاشا۔ اب تو دیر ہوگئی اسوقت جاتا ہوں پھر دیکھا جائے گا۔
خلیل۔ بہت خوب! کل شام سہی۔ شاید ان قصوں سے آپ کا کچھ مطلب نکلے۔
پاشا۔ یہ مشکل امر ہے۔ شاید محل میں آپکو پھر طلب کرنا پڑے۔ قصہ تنہائی میں سننا
بہتر ہوگا۔ جہاں صرف ہم اور آپ ہوں۔
خلیل۔ جن لوگوں نے آج میری کہانی سنی ہے میرے خیال میں شاید سامعین کو دلچسپی
ہوگی۔
پاشا۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ میں زنانخانہ میں آپکی آمد و رفت جاری رکھوں کیونکہ اس میں بڑی بھاری
بدنامی ہے۔
خلیل۔ اسکی ضرورت نہیں کہ ہملوگ زنانخانہ میں جائیں صرف کل شام کی اجازت دیدیجئے ہملوگ
یہاں پڑے رہینگے۔ اور مزید اطمینان کے لیے پہرا متعین کر دیا جائے۔
پاشا نے خلیل کی بات منظور کر لی اور کہا۔
میرے آرام کرنیکا وقت آگیا۔ (زلیخا کی طرف نظر ڈالکر) اے دختر بلند اختر بھتیجی تجھکو
دیر ہوتی ہوگی۔
زلیخا۔ ماموں جان! مجھے ماں باپ کی اجازت ہے۔ اگر چاہوں تو دو ایک روز بہنوں کے
پاس رہ سکتی ہوں۔ کاش آپ بھی منظور کریں۔
پاشا نے گلنار اور شیریں کے کہنے سے منظور کر لیا۔ پاشا نے خلیل۔ لوکس اور جولین کو اپنے پیچھے آنے کا
حکم دیا۔ جولین۔ لوکس اور خلیل اپنی اپنی معشوقاں گلعذار سے ہاتھ ملا کر رخصت ہوے۔ لوکس خلیل
اور جولین اپنے اپنے کمرے میں آ لیٹے۔ خلیل کا کمرہ زیادہ آراستہ و پیراستہ تھا۔ ایک میز پر طرح طرح کے
میوے چنے ہوے تھے۔ پاشا کمرہ بند کر کے اوسکی چابی اپنے ساتھ لیتا گیا۔ خلیل نے کئی گھنٹے بغیر
آب و دانہ گذار دیے۔ رات زیادہ آگئی کچھ میوے کھا کر پلنگ پر لیٹ رہا۔ نیند پڑتی نہ تھی۔ اُٹھ بیٹھا
ادھر اُدھر چہل قدمی کرنے لگا۔ کمرے کے پاس باغ تھا کھڑکیاں کھلی ہوئی تھیں پھولوں کی بھینی بھینی

خوشبو دان سے کمرہ مہک رہا تھا۔ خلیل پردہ اٹھا اٹھا کر ہر ایک دروازے کو دیکھ رہا تھا۔ اتنے میں کسی کی آوازیں خوش ... کی ... اس کے کان میں آئیں۔ وہ تاڑ گیا۔ ہو نہ ہو جولین گا رہا ہے۔ خلیل کا دل یوں اچھلا کہ ... اور جولین کے کمرے میں کوئی نہ کوئی چور دروازہ ہے۔ اس نے ہر ایک دروازہ کو اچھی طرح دیکھا بھالا۔ آخر ایک دروازے میں اسے ایک آہنی کمانی ملی۔ خلیل نے کمانی پر جھٹکا دیا۔ دروازے کے پٹ کھل گئے۔

دروازہ کشادہ ہوتے ہی خلیل کو تین فٹ کا چوڑا ایک راستہ نظر آیا۔ یہ راستہ خلیل اور جولین کے کمرے کے درمیان تھا۔ خلیل نے آنکھ پھاڑ کر دور تک گہری نظر پھینکی مگر روشنی کی حد کے باہر اندھیرے کے سبب کچھ نظر نہ آیا۔ کچھ دیر بعد اس اندھیرے میں چراغ کی ٹمٹماہٹ نظر آئی۔ یہ روشنی کمرے کی سطح سے بہت نیچے تھی۔ خلیل اولٹے پاؤں اپنے کمرے کو واپس آیا۔ چاندی کا لمپ آویزاں تھا وہ کچھ اس طرح لٹکا ہوا تھا کہ بغیر زنجیر شکست کئے علیحدہ ہو سکتا تھا۔ خلیل نے ایک کاغذ مشعل کی طرح لپیٹا۔ اور اسکو لمپ سے جلا کر راستے میں پھینک دیا۔ اس روشنی سے ظاہر ہوا سیڑھیوں کا سلسلہ نیچے اوتر گیا ہے۔ روشنی گل ہو گئی۔ خلیل نے سوچا سیڑھیوں کے نیچے سے ٹمٹماہٹ ہو گی۔ چونکہ سیڑھیوں تک کوئی لمپ نہ تھا۔ ارادہ کیا جو کچھ ہو ادھر چلنا ضرور چاہیے۔ حالانکہ اس کے پاس ہتیار نہ تھے تاہم وہ جرأت اور ہشیاری کے ساتھ برابر چلا گیا۔ سیڑھیوں کے پاس پہونچکر دیوار کے سہارے سے نیچے اوترا باغیچے میں آیا۔ اس باغ میں ایک راستہ دوسری طرف نکلا ہوا تھا اور بارہ تیرہ گز کی مسافت پر ایک بہت بڑا لمپ چھت سے آویزاں تھا۔ اور جسکی روشنی بہت تیز نہ تھی صرف ٹمٹماہٹ اوپر جاتی تھی۔ باغ کے سامنے محل تھا۔ خلیل کو فکر ہوئی کہ اس محل میں چور دروازہ اور تہ خانہ کیوں ہیں اسے لمپ کی روشنی پر بھی تعجب ہوا۔ خیر آہستہ آہستہ قدم بڑھانے لگا۔ راستہ پختہ تھا۔ اور لمپ کے نیچے پختہ زمین پر ایک مقوس دروازہ نظر آیا۔ اس زمین سے ملے ہوئے دروازہ کے کھولنے کے لئے نہ تو کوئی کڑا اور نہ کوئی دوسری چیز تھی۔ خلیل کو یقین تھا کہ ضرور اس دروازے سے کام لیا جاتا ہے شاید اس میں کوئی خزانہ ہو۔ خلیل نے اس دروازے پر آہستہ سے پاؤں پٹکا۔ کچھ بھاری سی آواز نیچے سے معلوم ہوئی۔ پھر زور سے پاؤں مارا۔ اس لحاظ سے سہ بارہ اسنے پاؤں نہیں رکھا کہ ایسا نہ ہو کوئی آواز سن لے۔ خلیل اس دروازے کو چھوڑ کر آگے بڑھا۔ چند قدم اور سیڑھیوں کا سلسلہ ملا۔ یہ سیڑھیاں اوپر کو گئی تھیں۔ خلیل نے ان سیڑھیوں کو طے کیا۔ چھت پر ایک

دوسرا ہال نظر آیا۔ وہاں بھی ایک لیمپ روشن تھا۔ اُس کی روشنی چھن چھن کے دروازے پر پڑ رہی تھی جو کچھ کچھ کھلا ہوا تھا۔ خلیل دبے پاؤں دروازے کی جانب بڑھا تھا کہ اتنے میں کسی کے خراٹے بھرنے کی آواز محسوس ہوئی خلیل رک گیا۔ اور خراٹے کی آواز سنتا رہا۔ خلیل نے آہستہ سے جھانک کر اُس سونے والے پر نگاہ ڈالی۔ باہر کے لیمپ کی روشنی اُس کمرے پر پڑ رہی تھی اُسنے دیکھا کہ ایک چھوٹا سا کمرہ ہے اور فرش پر ایک فربہ اندام۔ قوی ہیکل حبشی چیت پڑا خراٹے لے رہا ہے۔ ایک لمبی تلوار اُسکی کمر میں بندھی ہوئی تھی خلیل کو یقین ہو گیا اس حبشی کو ضرور کوئی نشہ پلا دیا گیا ہے۔ اور اسی سے بیہوشی اسپر طاری ہے۔

خلیل کمرے سے نکل آیا۔ اُسی تنگ راستہ سے آگے بڑھا۔ سامنے ایک منقوش محراب دار دروازہ تھا۔ خلیل کے دل میں خوف طاری تھا کہ خدانخواستہ یہ کمرہ دل تابان پاشا کا ہو تو دھر لیا جاؤں۔ دروازے کا کھول لینا سہل تھا۔ خلیل کو اس حبشی کی بھی ہیبت سوار تھی ایسا نہو دروازہ کی کھٹک سے چونک پڑے۔ خلیل نے واپسی کا ارادہ کیا اور حبشی کو جھانک کر دیکھا حبشی اپنی پہلی حالت میں تھا جب خلیل نیچے اُترنے لگا تو روشنی گل اندھیرا چھایا ہوا خلیل نے سوچا کہ شاید لیمپ خاموش ہو گیا ہے۔ مجبور راستہ ٹٹولتا ہوا چلا۔ اور اوپر پہنچ کر جب اُس نے ہاتھ بڑھایا تو اپنے کمرے کا دروازہ بند پایا۔ چھپی ہوئی کمانی ٹٹولنے لگا۔ اتنے میں اُس کا ہاتھ ایک دوسرے دروازہ پر پڑا۔ اب اُسے اور بھی یقین ہو گیا کہ اس کمرے سے ملحق کوئی دوسرا کمرہ ہے۔ اور شاید اسی کمرے میں جولین بند ہے۔

اپنا کمرہ بند پا کر وہ جولین کے کمرہ میں صرف روشنی کے لیے جانا چاہتا تھا۔ بند ہونیسے مجبور رہا۔ ناچار جولین کے کمرے میں دروازے پر آہستہ سے دھکا دیا۔ کچھ جواب نہ ملا۔ جولین بے خبر سو رہا تھا۔ خلیل کی گھبراہٹ ترقی پر تھی۔ سمجھتا تھا۔ ضرور پھنس گیا کچھ نکاس کی ترکیب نظر نہ آئی بڑا لیمپ لینے کے لیے نیچے گیا۔ جیب سے کاغذ نکالا۔ بتی بنائی روشن کر کے واپس آیا۔ دونوں دروازے بخوبی دکھائی دیے۔ پھر بھی چھپی ہوئی کمانی نظر نہ آئی خلیل نے دل میں سوچا چلو محل کی سیر کریں۔ حبشی کے کمرے تک قدم جو بڑھائے تھے دیکھا حبشی بدستور سو رہا ہے۔ خلیل آگے بڑھکر محراب دار دروازے تک پہونچا۔ اتفاق سے اوس کا ہاتھ دروازے کے کھٹکے پر پڑا۔ ہاتھ پڑتے ہی دروازہ کھل گیا۔ مخملی پردہ پڑا ہوا تھا۔ پردہ ہٹا کے خلیل اندر آیا دیکھا کمرہ خوب آراستہ و پیراستہ ہے چھپر کھٹ پر ایک گل رخ نازنین سو رہی تھی۔ یہ کمرہ شمعلیہ کا تھا

خلیل دروازہ بند کر کے چھپر کھٹ کے پاس آیا۔ مگر وہاں اسمٰعیلیہ زرق برق پوشاک پہنے لیٹی ہوئی تھی۔ خلیل دبے پاؤں پاس کے کمرے میں گیا۔ یہ وہی کمرہ تھا جس میں خوبصورت اسمٰعیلیہ اس سے ملی تھی۔ اس کمرے کے محاذ میں ایک دوسرا کمرہ تھا۔ یہ کمرہ بھی سنسان تھا۔ خلیل نے دروازہ کو دھکا دیا۔ بند پایا۔ وہ واپس ہو کر آہستہ آہستہ اسمٰعیلیہ کے پاس پھر آیا۔ خلیل مبہوت سا چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ کبھی مسکراتا اور کبھی گھبرا اٹھتا۔ چہرہ پُرشکن ہو جاتا۔ ایک بار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ خوشی سے دل دھڑکنے لگا۔ اسمٰعیلیہ کا ابھرا ہوا سینہ کچھ کچھ کھلا ہوا تھا۔ عنبر فشاں گیسو کمر سے لپٹے ہوئے تھے خلیل یہ نظارہ دیکھ رہا تھا۔ اسمٰعیلیہ کے خوبصورت چہرے کی رنگت یکایک بدل گئی۔ اُس نے ایک طرف اپنا ہاتھ بڑھایا۔ ہاتھ کے حرکت کرنے سے مرصع قبضے کی تلوار جو بالین سر رکھی ہوئی تھی مسہری کے نیچے گر پڑی۔ خلیل نے دیکھا یہ وہی تلوار ہے جو کل شام کے وقت دل آبان پاشا کے کمرے سے لٹکی ہوئی تھی۔ اُس نے جھک کر تلوار اٹھا لی۔ حبشی کا پُرہیبت چہرہ اُس کے آنکھوں کے سامنے پھر رہا تھا۔ تلوار ہاتھ میں آجانے سے اُسے اپنے بچاؤ کا بھروسا ہو گیا۔

اتنے میں اسمٰعیلیہ نے کروٹ بدلی۔ ساتھ ہی اُس کی آنکھ بھی کھل گئی۔ پہلے پہل خلیل کو دیکھ کر سمجھی خواب دیکھ رہی ہوں۔ کچھ دیر حیرت میں آنکھ پھاڑ پھاڑ کر دیکھتی رہی جب ثابت ہو گیا کہ یہ اُس کا پیارا آشنا خلیل ہے۔ اس نے بدن اینٹھ کر جمائی لی اور مسکرا دیا۔

اسمٰعیلیہ۔ میرے دلبر کیا میری آنکھوں میں درحقیقت تیری صورت بسی ہوئی ہے۔ کیا میرا خیال دھوکا دے رہا ہے۔؟ میں نہیں سمجھتی اسوقت کس حالت میں ہوں اور کیا دیکھ رہی ہوں۔

اسمٰعیلیہ نے خودفراموشی کے عالم میں پوچھا دلبر! میں ابھی خواب میں تجھے دیکھ رہی تھی۔ تو نے پہلے محبت جتائی۔ میں خوش ہو گئی۔ پھر ملنے سے انکار کیا تو ناراض ہوئی۔ میرے ناراض ہونے پر تو نے مجھے سمجھانا شروع کیا۔ تیری نصیحتوں نے مجھے اور بھی بے چین کر دیا۔ آخر تیری محبت دشمنی سے بدل گئی میں نے ایکدم اپنا ہاتھ پلنگ کی تلوار کی طرف بڑھایا۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ دلبر یہ تو خواب نہیں ہے۔ بیداری ہے۔ تو میری آنکھوں کو آرام دے رہا ہے اپنی بھولی صورت سے کلیجہ کھینچ لیتا ہے۔

خلیل۔ (آہستہ سے) دل! آج مجھے معلوم ہو گیا کہ انسان کا زور دلبر کچھ نہیں ہے۔ وہ کچھ اور خواہش کرتا ہے اُس کا دل کسی اور شے پر رغبت کرتا ہے مگر فتح دل کی ہوتی ہے۔ میں نے ٹھان لیا تھا کہ زلیخا سی دلآرا کے بجائے کسی دوسری پری پر آنکھ نہ اٹھاؤں گا۔ مگر تجھ ایسی

سمنبر نازک اندام حور سے تجھے پیدا ہی بنا دیا۔ تیری رعنائی نے میرے دل مین جگہ کر لی۔ تجھ سے جدا ہو کر نہ دل کو چین۔ نہ آنکھون مین نیند۔ دل چاہتا تھا کہ تجھ تک اڑ کر پہنچ جائے اور تیرے قدمون کی معافی مانگے۔ اسوقت یہ قصہ دنیات مین کھلی ہوئی باتین کس کے منھ سے سن رہی ہون۔ پیارے خلیل اسکے بالین پر رکھی ہوئی تلوار تیرے ہاتھ کے عوض تیری کمر مین کیون ہے۔

خلیل۔ میری نازک اندام دلربا تو مجھ پر شک نہ کر۔ کروٹ لینے سے یہ تیری تلوار نیچے گر پڑی مین نے یہ چھپا دکھائی کہ اس تلوار کو یہ تیرے نازک ہاتھ اٹھا نہین سکتے۔

یہ کہکر خلیل نے تلوار اسکے سرہانے بالین پر رکھدی اور خود اسکے پاس بیٹھ گیا۔ اسمعیلہ نے جوش مین آکر اسکے گلے مین باہین ڈالدین۔ خلیل جدا ہو کر پلنگ پر لیٹ گیا۔ اور بولا۔

کیا میری ایک بات قبول کرو گی۔ میری خواہش ہے۔ تجھسے صاف طور سے ملون۔ جیسا کہ اکثر لوگون کا قاعدہ ہے۔ مین نے زلیخا سے محبت کا اقرار کر لیا ہے۔ کہ اسے سمجھادون اور صاف طور پر کہدون کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ دل قابو سے باہر ہو جاتا ہے ورنہ وعدہ فراموش کرکے مین پیاری اسمعیلہ کے قدمون پر سر جھکا دونگا۔ اور اسکی غلامی قبول کرونگا۔

اسمعیلہ۔ پیارے دلبر کل زلیخا سے جاکر کہدینا کہ اب مین تیرے در پر نہ آؤنگا مین دوسری محبت کا رام ہوا ہون۔ لیکن۔

خلیل۔ (قطع کلام کرکے) کیا مین اس محلے مین دو چار روز اور قیام کرون۔؟

اسمعیلہ۔ (خوش ہوکر) یقین کرتی ہون میرے دن اچھے ہوگئے۔

خلیل۔ کیا تمنے میرا قصور معاف کیا۔ اور بجائے نفرت کے محبت کی۔ اسوقت مجھے اجازت ہو تو باہر جاؤن کیونکہ دیر ہوگئی ہے۔ کل انشاءاللہ پھر ملونگا۔

اسمعیلہ۔ میان خلیل تم کس طرح یہان پہنچے؟۔

خلیل۔ اتفاق سے کنجی ہاتھ آگئی۔ مین نے تیرے دروازے کا کمرہ کھول لیا۔ اور آتے وقت اندر بھی اسی چابی سے بند کر آیا۔

یہ کہکر خلیل نے جیب مین ہاتھ ڈالا اور ساتھ ہی چونک پڑا۔ گھبرا گیا۔

اسمعیلہ۔ خیریت تو ہے۔ کیا تمنے کوئی آواز سنی۔!

خلیل۔ (گھبراکر) نہین۔ لیکن میرے پاس سے وہ چابی کہین گر گئی۔

یہ کہکر خلیل چابی ڈھونڈھنے کیلیے جھکا۔ اسمعیلہ بولی۔

مت گھبرانے کی کوئی بات نہین - چابی کے واسطے اتنا خوف نہ کھا - (مسکرا کر) ایک چابی اپنے پاس سے نکالی - جس سے خلیل کو یہان لاتے وقت آہستہ آہستہ اپنے کام مین لائی تھی - خلیل کو دکھا کر بولی یہ چابی لو اور کل پھر میرے پاس آنا اور میرے دل سوزان کی تپش بجھانا - خلیل نے چابی اسمٰعیلہ سے لیلی از دست ناز و انداز دلستان اسمٰعیلہ نے پھر ایک بار خلیل کو سینہ سے لگا کر رخصت کیا۔

خلیل نے کنجی سے دروازہ کھولا - اور باہر نکلا پھر بند کر دیا - لیمپ کی روشنی مین اوس نے ایک دروازہ دیکھا - سمجھ گیا - اسی دروازہ سے پاشا کی آمد و رفت اسمٰعیلہ کے پاس رہا کرتی ہے - خلیل آہستہ سے دروازہ کھولکر پھر اسی طرح بند کرتا ہوا آگے بڑھا - زینہ طے کرتا ہوا پھر اسی کنجی سے دروازہ کھولکر بہ اطمینان تمام اپنے کمرے مین پہونچ گیا - اور کھاٹ پر لیٹتے ہی خواب استراحت کے مزے لینے لگا - علی الصباح کمرون کے دروازے کھلے - لوکس اور جولین سے ملاقات ہوئی - ملازم دوستون کو ایک دوسرے کمرے مین لے گئے - اس کمرے مین انواع اقسام کے شیرین و نمکین کھانے ٹیبل پر چنے ہوئے تھے - چوسر گنجفہ شطرنج - اور تاش وغیرہ تفریحی سامان بھی موجود تھے ان لوگون کو باہر جانے کی اجازت نہ تھی - غرضکہ اسی طرح دن ختم ہوا شام ہوئی - تینون اس کمرے مین بلائے گئے جسکو [illegible] پرستان بنا ہوا تھا - پاشا کوچ پر بیٹھا ہوا اٹکھیلیان سی کر رہا تھا - تینون بیبیان بھی اپنی اپنی [illegible] کی بغل مین بیٹھ گئین خلیل نے اسمٰعیلہ سے وعدہ کیا تھا - تاہم زلیخا کو دیکھکر پہلی صحبت پھر یاد کرا ئی - بیٹھتے ہی پاشا نے خلیل سے فرمایا کہانی پھیرو - خلیل نے بڑی [illegible] دلچسپ کہانی شروع کر دی۔

باب ساتوان

خلیل کی یہ کہانی پہلی کہانی سے کہین زیادہ مزیدار تھی [illegible] کوتاہ کہانی ختم ہوگئی - پاشا خوش ہوکر فرمایا - یہ قصہ ضرور دلچسپ تھا - چونکہ وقت نہین ہے - لہذا آپلوگ یہان سے - - -

خلیل - اعتراض معاف ہو کر [illegible] مجھے [illegible] زیادہ [illegible] قصے یاد ہین -

پاشا - (مسکرا کر) مین خوب سمجھتا ہون کہ آپ مجھے دلچسپ قصون مین اس لئے زیادہ لگانا چاہتے ہین کہ یہان قیام کرنیکا زیادہ موقع ملیگا -

خلیل - بیشک -

پاشا - مین آپکا مطلب سمجھ گیا مگر یہ ناممکن ہے -

خلیل۔ آپ آدمی بھیجکر دریافت فرما سکتے ہین اور اسوقت تک جب تک جواب آ رہا ہے ہملوگ بطور قیدی کے یہان اقامت پذیر رہینگے۔

پاشا۔ اگر تمھاری رائے قبول کر بھی لی جاوے۔ تاہم زلیخا کی شادی کا مجھے اختیار نہین۔

خلیل۔ مگر مجھے تو اُمید ہے کہ جب آپکی مرضی ہوگی۔ میرا حال زلیخا کے والد ماجد میان آفندی کو معلوم ہو جائیگا۔ تو وہ بھی آپکے حکم سے کبھی انکار نہ کرینگے۔

پاشا۔ کیا حسن آفندی کی کیفیت آپکو معلوم ہے وہ کس مصیبت مین گرفتار ہین۔

خلیل۔ کچھ کچھ کیفیت زلیخا کی زبانی سن چکا ہون۔ تاہم انھین بھروسہ ہے کسی نہ کسی طرح گرفتار ہو جائینگے۔ اس کلام سے کچھ پاشا کو تشویش سی ہوگئی بولا

"مین اس معاملہ مین جلدی نہین کر سکتا۔ ابھی آپکی صفائی بھی نہین ہوئی۔ کیونکہ انگوٹھی کا راز ابھی تک نہین کھلا"

خلیل۔ جب آپ کوئی رائے قائم نہین کر سکتے تو مناسب ہے کہ دو ایک روز اچھی طرح غور کر لین تب تک ہملوگ حاضر رہینگے۔ کل ایک اور قصہ سناؤنگا جو ان قصون سے کہین دلچسپ ہوگا۔

پاشا۔ (ہنسکر) یہ اچھا طریقہ نکالا۔ خیر مین ایک روز اور توقف کرنے کی اجازت دیتا ہون مگر کل ہی کی طرح آج تم سب کو کوٹھریون مین بند رہنا پڑیگا۔

پاشا کی اجازت سے سب خوش ہوگئے اور وہ سب کمرون مین بھیج دیے گئے۔ ہم یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہین کہ خلیل جب صبح کو اُٹھا تھا تو اُسنے ان دروازون کو بغور دیکھ لیا تھا۔

خلیل کو معلوم ہوگیا تھا کہ شب کے وقت دروازہ خود بخود بند ہو جاتا ہے۔ آج شب کو اُسنے اپنے کمرے مین جولین کے گانے کی آواز نہ سنی وہ خاموش لیٹا ہوا تھا کہ دروازہ پر کسی نے تھپکی دی۔ خلیل نے اُٹھکر اسمعٰیلیہ کی دی ہوئی کنجی سے دروازہ کھولا آمنہ آکر بولی۔

"آج پاشا نہین آئیگا اسمعٰیلیہ آپکا انتظار کر رہی ہے۔"

خلیل انعام کے طور پر کچھ دیکر اُسکے ساتھ ہو لیا۔ دونون متنفس زینہ طے کرتے ہوے اُس طرف پہونچے۔ آمنہ اسمعٰیلیہ کے دروازہ کے پاس پہونچکر جدا ہوگئی۔ خلیل اندر گیا۔ نازک اندام اسمعٰیلیہ اسوقت انگریزی ڈریس مین تھی جو اُسکے بدن پر پھوٹی نکلتی تھی اُسکی سیاہ فام زلفین اُسکے گورے گورے شانون پر بکھری ہوئی تھین۔ اُنکا کچھ حصہ اسمعٰیلیہ کے اُبھرے ہوے

سینوں کو چوم رہا تھا۔ اسمعیلیہ نے خلیل کو دیکھتے ہی کہا۔
"میں بہت خوش ہوئی۔ تمھیں یہاں قیام کرنیکی اجازت ملگئی اور تم حسب وعدہ میرے پاس چلے آئے"
خلیل۔ (مسکراکر) پیاری ماہرو! تمھارا حکم سنتے ہی آمنہ کے ہمراہ چلا آیا۔ کیا پاشا کل شام سے تمھارے پاس نہیں آیا۔؟
اسمعیلیہ۔ تمھیں پاشا کے نہ آنے کا حال کیونکر معلوم ہوا؟
خلیل۔ اس خیال سے کہ پاشا اپنی تلوار بھول گیا تھا یہاں آتا تو ضرور لیجاتا۔
یہ کہکر خلیل نے جو تلوار زیر تکیہ رکھی ہوئی تھی اٹھالی۔ اسمٰعیلیہ بولی
"تو نے جو اقرار کیا تھا اس کی تکمیل ہوئی یا نہیں"
خلیل۔ مجھے موقع نہیں ملا۔
اسمعیلیہ۔ معلوم ہوتا ہے زلیخا کی محبت کا نقش تیرے دل سے نہیں مٹا۔
خلیل۔ آج شام کے برتاؤ سے آپ پر ظاہر ہوگیا ہوگا کہ میں اب وہ خلیل نہیں ہوں۔
اسمعیلیہ۔ مجھے امید ہے کہ اب دھوکا نہ دوگے۔ لیکن کس طرح باور کروں۔ میرے پیارے تم ناراض نہ ہو۔ تم نہیں جانتے کہ تمھاری محبت نے میرے دل پر کیا اثر ڈالا ہے۔ آنکھوں پر تمھاری صورت آنکھوں کے سامنے پھرا کرتی ہے۔ جب یہ حال یہ ہے تو کیونکر مجھے زلیخا سے رقابت نہ ہو۔
خلیل۔ میں ان باتوں کو سمجھتا ہوں۔ مجھے آپ سے رنج نہیں ہے۔ میں لاچار تھا۔ کہ زلیخا سے گفتگو کا موقع نہیں ملا۔ کل قیام کرنیکی اجازت ملگئی ہے۔ اگر کل تم بھی کچھ کوشش کرو تو زیادہ دن تک ٹھہر سکتا ہوں۔
اسمعیلیہ۔ تم بتاؤ میں کیا کوشش کروں۔ ان کنیزوں سے میری ملاقات نہیں اور نہ وہ کبھی میرے پاس آتی ہیں۔
خلیل۔ ایسی حالت میں تو میرا قیام یہاں ہو نہیں سکتا۔ اور آپ کے لیے تو وہ آسان کام تھا۔
اسمعیلیہ۔ کس طرح۔؟
کل میں پاشا کو ایک اور کہانی سناؤں گا۔ اور آپ اسوقت آویں جب قصہ قریب الختم ہو۔

پھر پاشا سے آپ شکایت کریں کہ ایسے دلچسپ قصے مجھے کیوں نہیں سنوا دیے۔ اگر آپ اصرار کریں گی تو پاشا مجھے مجبور ہو کے دو ایک روز اور قیام کرنے کی اجازت دیدیگا۔ اگرچہ کچھ شک ہو تو وہ بھی اُسی وقت . . . .

اسمٰعیلیہ۔ (قطع کلام کرکے) دلبر! کیا تمھیں ابھی تک مجھ پر شک ہے؟

خلیل۔ نہیں۔ شک نہیں کرتا۔ تاہم ابھی تک میں نے اچھی طرح آپکو دل نہیں دیا ہے۔ کل میں ایک خط تحریر کرکے جیب میں رکھ لونگا اور کسی نہ کسی طرح وہ خط زلیخا کے ہاتھ میں دیدونگا۔ اس کارروائی کے بعد بے فکری سے تمھارا ہو جاؤنگا۔

اسمٰعیلیہ۔ (خوش ہوکر) اگر یہ کارروائی ہو تو پھر ہم تم خوب بے فکری سے بگلے لگ کر اڑا دینگے

خلیل۔ میں چاہتا ہوں کہ زلیخا سے صاف صاف کہدوں پھر مجھکو کچھ پروا نہ ہوگی۔ میں آپکے بارے میں اس سے کچھ ذکر کرونگا۔ صرف اتنا ہی کافی ہوگا کہ جو وعدے میں نے تیرے ساتھ کیے تھے انکا ایفا کرنا میرے امکان سے باہر ہے۔ کیونکہ اس میں دونوں کی جان کا خوف ہے۔

اسمٰعیلیہ۔ میں تمھارے کاموں کو تمھاری رائے پہ چھوڑتی ہوں۔ جو مناسب سمجھو کرو۔

یہ کہکر اسمٰعیلیہ خلیل کو اپنی طرف کھینچا چاہتی تھی کہ یکایک آمنہ ہانپتی کانپتی کمرے میں گھس آئی اور بولی۔ ”پاشا آتا ہے“

خلیل اور اسمٰعیلیہ گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ خلیل نے تلوار اٹھالی۔ آمنہ نے گھبرا کر کہا۔

”میاں بھاگنا ہو تو بھاگ جاؤ!“

اسمٰعیلیہ غصہ میں بھری کھڑی تھی۔ بولی۔

”نہیں نہیں۔ پھر مخملی پردے کی جانب جو دروازے پر پڑا ہوا تھا اشارہ کیا“

آمنہ۔ (گھبرا کر) کسی طرح جلدی کیجیے۔ بھاگیے ورنہ خلیج میں ہم تینوں کی نعشیں غرق کردیجائینگی

اسمٰعیلیہ۔ (آمنہ سے) تو جلد باہر جا اور کسی نہ کسی طرح دو چار منٹ کے واسطے پاشا کو روک لے۔

آمنہ باہر کی طرف جھپٹی اور اسمٰعیلیہ نے پردہ اوٹھا کر خلیل سے کہا:

”پیارے یہی راستہ ہے۔ اسی راستہ سے نکل جاؤ!“

خلیل پاشا کی تلوار لیے ہوے چلا گیا۔ اسمٰعیلیہ نے بند کرکے پردہ چھوڑ لیا۔

پاشا دوسرے راستہ سے کمرے میں داخل ہوا۔ اسمٰعیلیہ بشرے سے پہچان گئی کہ پاشا کو کسی طرح کا شک نہیں ہوا ہے۔

باب آٹھوان

خلیل کو معلوم تھا کہ تہ خانہ مین وہی مہیب صورت حبشی اسوقت پہرہ دے رہا ہوگا پھر بھی وہ اسمٰعیلیہ کے چور دروازے سے نکلتے وقت بالکل نہین جھجکا۔ ہاتھ مین دل تابان پاشا کی تلوار تھی بدین وجہ وہ خائف نہ ہوسکا بے باک چلا جاتا تھا۔ اسوقت وہ ایسے راستہ مین پہونچا جہان ٹمٹماتے لیمپ کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ کچھ راستہ طے کیا تھا۔ کہ اسکے کانون مین کسی کے پاؤن کی چاپ سنائی دی اور چند منٹ بعد دیکھا تو وہی سیاہ فام بدصورت حبشی برہنہ شمشیر ہاتھ مین لیے چلا آتا ہے۔ خلیل بے خوف آگے بڑھا اور قریب پہونچکر باآہستگی اُس سے کہا۔

"کیا تجھے معلوم نہین مین کس طرح یہان آیا ہُون"

حبشی یہ سنکر متعجب و متحیر ہوا۔ خلیل کے بارعب چہرے نے کچھ ایسی ہیبت طاری کردی کہ اُسکے جسم پر لرزہ آگیا۔ خائف ہو کر اُس نے شمشیر کی نوک جھکا لی۔ خلیل غضنفر تمثال کھڑا تھا۔ حبشی کے بشرے سے پایا جاتا تھا۔ کہ وہ ادب کے ساتھ خلیل کو جواب دیگا۔ لیکن دم بدم چہرے کی رنگت بدلتی گئی۔ اور اُسنے کہا مین غلام ہون اپنے آقا کے نفس مطلب پر نہین پہونچ سکتا۔

خلیل۔ مگر غلام بھی کوڑھ مغز نہین ہوتے۔ باریتعالیٰ نے بھی اُنھین عقل مرحمت فرمائی ہے۔

حبشی۔ یہ صحیح ہے۔ غلام کو کبھی زیادہ عقل لڑانے کا کام نہین پڑا۔ شروع سے وہ غلام کی طرح دباؤ مین رہتا ہے۔ کسی امر مین اُس سے رائے نہین کبھی لیتا۔ اس لئے اُنکا ذہن کُند ہوجاتا ہے۔ جودت نہین آتی۔ بلکہ وہ بیوقوف جاہل سمجھا جاتا ہے۔

خلیل۔ سچ ہے۔ غلام کسی بات مین دخل نہین دینے پاتا۔ مگر تیرا تو دماغ صحیح ہے۔ عقل بھی سلیم ہے۔ اسے حبشی دوست یاد رکھ اسوقت مجھسے ملاقات ہوجانے سے بہت بڑی شر ٹل گئی۔ قوی ہیکل حبشی نے خلیل کو تعجب آلود نظر سے دیکھا۔ خلیل نے پھر کہا۔ یہ ایک عجیب مقام ہے۔

حبشی۔ آپ بھی عجب انسان ہین۔ کیا آپکا یہ مطلب ہے کہ مین اس مقام کی کچھ کیفیت آپکے گوش گذار کرون۔

خلیل۔ ہمت کے ساتھ بولا۔

"مین انجان نہین ہون تیرے آقا دل تابان پادشا کا مہمان ہون"

آپ مہمان ہین تو مہمان ہوا کرین۔ میرے کام مین آپکو کوئی دخل نہین۔ نہ آپکو میرے کامون سے

کوئی تعلق - مین سمجھتا ہون آپ یہان سے کسی طور نکلنا چاہتا ہے - خیر آپ آگے بڑھئے مین ہمراہ ہون آپ کی عزت مجھے اجازت نہین دیتی کہ آپکے آگے رستہ دکھاتا چلون -
خلیل - اے شاندار دوست، مین اپنے کمرے مین نہین جانا چاہتا - مین تمھاری بردباری اور ہمت سے بہت خوش ہو - واقعی تم ہی یہان پہرہ رہنے کے لائق سپاہی ہو - کیا تم یہان خزانہ کی حفاظت کرتے ہو یا کسی اور ضرورت سے تمھاری یہان پہ نوکری ہے یا میری طرح جو لوگ اسمعیلیہ کے کمرے سے مفرور ہون تو انکو رستہ بتا دے -
حبشی - خلیل کے سوالون سے بہت گھبرایا جسکے کا رنگ فق ہو گیا - کچھ دیر بعد اُس نے جواب دیا اگر مین خزانہ کی حفاظت کے لئے ہون تو یہ نہین ہو سکتا کہ مین آپکو خزانہ بتا دون -
خلیل - اے عقلمند دوست! میرا سوال یہ نہین ہے کہ تم مجھے خزانہ بتا دو - یہان خزانہ کی ضرورت ہی نہین -
حبشی - اچھا یونہی سہی - آپکو یہی پسند ہے کہ آپ اسمعیلیہ کے کمرے سے نکلے ہین اور اُسکے بارے مین بات چیت کر رہے ہین -
خلیل - جب ہم تم سے صاف صاف باتین کرتے ہین تو سخن سازی دغابازی کا کام نہین تم جانتے ہوگے اسمعیلیہ کا برتاو بادشاہ کے ساتھ ویسا نہین جیسا عورت کا اپنے خاوند کے ساتھ ہوا کرتا ہے
حبشی - خیر - آپ باور کرلین - مین دونون کامون پر متعین ہون - بہر خدا جلد یہان سے جائیے - کیا یہان زیادہ توقف کرنے مین اپنی سلامتی سمجھتے ہین - خدا نہ کرے بادشاہ یہان آجائی اور مجھے آپسے باتین کرتے دیکھے - تو میری اور آپکی دونون کی جانون پر بن جائے -
خلیل - کیا تمھین تمام رات جاگنا پڑتا ہے - ؟
حبشی - اگر سو جاون تو گردن قلم کرلی جائے -
خلیل - اگر یہ صحیح ہے تو بیشک میرے منھ سے ایک لفظ نکلنا تیرے لیے پھانسی ہے کیونکہ کل مین تجھے بے خبر سوتے دیکھ چکا ہون -
حبشی - کو اس کلام سے غصہ چڑھ آیا - دانت پیس کر جواب دیا -
"غلط سراسر غلط!!"
خلیل - نہین صحیح بالکل صحیح مین ثبوت دے سکتا ہون - شاید تو اُسوقت نشہ مین تھا - تیرے پاون دروازے کی طرف پھیلے ہوے تھے - پھر دروازہ سے لگا ہوا تھا - کھینچی ہوئی تلوار

بغل میں پڑی تھی۔ دروازے سے چپٹ تیسکر سیاہ لبون کی طرح کھلے ہوے تھے۔
حبشی خلیل کی باتوں سے انتشار میں پڑ گیا۔ نہ جواب دیتے بنتا ہے۔ نہ باتیں سن سکتا ہے
کچھ دیر کے بعد بولا!!

"فرمائیے آپ یہان کس طرح پہونچے!!"

خلیل - اس سوال کی کیا ضرورت - تجھے خود معلوم ہوگا جس طرح یہان آیا۔

حبشی - خیر آپ یہان سے تشریف لیجائیں۔ آج پاشا یہان ضرور آئیگا کیونکہ وہ کئی راستوں سے آسکتا ہے۔ آپ آگے چلیں اور میں پیچھے پیچھے چلتا ہوں۔ ابھی دیوارون سے باہر کیے دیتا ہون۔

خلیل - رہبر کو آگے چلنا چاہیے - یہ قاعدہ ہے -

حبشی - نے خلیل کو بے اعتباری اور مشکوک نگاہ سے دیکھا لیکن فوراً ہی قدم آگے بڑھا دئے خلیل پشت پر ہولیا۔ کمرے کا دروازہ طے کرکے آہستہ آہستہ حبشی اور خلیل سیڑھیوں سے اوترنے لگے۔ حبشی کن انکھیوں سے خلیل کا سایہ دیکھتا جاتا تھا۔ اتنے میں حبشی کا پاؤن اُس گول دروازہ پر پڑا جو سطح زمین میں جڑا ہوا تھا۔ یہان پہونچتے ہی خلیل نے اس تیزی سے وار کیا کہ ایک سکنڈ میں وہ مضبوط حبشی زمین پر آ رہا خلیل سینہ پر چڑھ بیٹھا اور تلوار کی نوک اُسکی گردن پر رکھدی۔ حبشی خلیل کو افسوس کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور سمجھتا تھا کہ وہ اُسکے خون کا پیاسا ہو رہا ہے اُس نے نہایت نرم اور دلی زبان سے کہا۔

"یہ آپ نے کیا کیا۔ کیون میرے عدو کے جان بن گئے ؟"

خلیل - کاش تو مجھے بتا دے دو باتیں -

اُس کے آگے خلیل نہ کہنے پایا تھا کہ اسمعیلہ کے کمرے کا دروازہ کھلا اور کوئی شخص باہر نکلتا ہوا معلوم ہوا۔ حبشی بولا۔

"پاشا آتا ہے!!"

خلیل - خیر تجھے چھوڑے دیتا ہون۔ اُٹھ اور ہوشیار رہ۔ اگر ذرا بھی تیری صورت نے شک دلایا۔ تو فوراً تلوار سے تیرا سر اڑا دونگا -

خلیل سینہ سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ حبشی کی تلوار پر جو دور پڑی تھی دونوں پاؤن رکھکر کھڑا ہوگیا جب حبشی اُٹھا تو اُس سے بولا۔ خبردار ایک لفظ بھی یا تنا کے روبرو زبان سے نہ نکالنا۔

نہ اسمٰعیل سے کچھ کہنا۔ اگر تیری زبان سے کوئی لفظ نکلا تو سمجھ لینا تیرے کرتوت کی کیفیت ظاہر کردونگا پھر لامحالا پھانسی پر لٹکا دیا جاویگا۔

دفعتاً سیڑھیون سے اترنے کی آواز آئی۔ خلیل وہانسے کھسک کر اپنے کمرے مین ہو رہا۔ تلوار کسی پوشیدہ جگہ رکھدی پلنگ پر لیٹ رہا سو گیا۔ علی الصباح بستر سے اٹھا۔ فکر پڑ گئی مدا نسخوا ستہ حبشی نے کل شب کا واقعہ بادشاہ سے کہدیا ہو۔ پھر خیال گذرا ایسا نہین ہوسکتا۔ اسی انتشار مین تھا کہ ایک حبشی آیا اور کہا لوکس جولین کے کمرے مین حاضر ہو جیئے۔

خلیل ساتھ ہو لیا راستہ مین آمنہ میوہ کی ٹوکری لیے چلی جاتی تھی۔ یہ میوہ اسمٰعیل کی میز پر چنے جائین گے۔ آمنہ نے خلیل کو دیکھا تو اوس کے حواس جاتے رہے۔ ٹوکری ہاتھ سے گر پڑی غلام نے کہا کیا کچھ پی تو نہین گئی آمنہ نے چٹ پٹ میوے اٹھا کے ٹوکری مین رکھے۔ ادہر بڑبڑاتی ہوئی ملبی پڑنی غلام نے قہقہہ لگایا اور سمجھا کہ یہ شراب کے رنگ مین مست ہے۔

خلیل بڑے کمرے مین آیا دیکھا کہ لوکس جولین بھی تیار بیٹھے ہین دن تو گفت و شنید مین گذر گیا شام کو یہ تینون ہستیان گلنار شیرین کے کمرے مین پہونچائی گئین۔

حضرت بادشاہ پر تکلف مسند پر دراز تھے حقہ اڑا رہے تھے۔ یہ تینون روحین اپنی اپنی مد نظر معشوقہ کے پہلو مین ڈٹ گئین۔

خلیل نے کہانی چھیڑ دی۔

باب نوان

کہانی ختم ہونے پر دل بیتاب کچھ دیر تک اسی الجھن مین پڑا رہا۔ ادہر سب کو فکر تھی۔ دیکھین خلیل زیادہ دنون تک مقیم رہنے کی کوئی ترکیب کرتا ہے یا نہین۔

خلیل نے زلیخا کے کان مین کچھ کہا پہلے تو اسے صدمہ ہوا پھر چہرا مثل گل شگفتہ ہو گیا۔ اتنے مین بیرون کمرہ دروازے کے پٹ کھینچنے کی آواز آئی۔

زلیخا بحر فکر مین غوطہ زن تھی۔ اس آواز نے اوس کے اوسان خطا کر دیے۔ وہ خلیل کے پہلو سے اوٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ لوکس جولین اپنی اپنی معشوقہ سے مصروف کلام رہے۔ بادشاہ فکر مین ڈوبا ہوا تھا۔ اتنے مین دروازہ کشادہ ہوا۔ اور زرق اسمٰعلیہ پوشاک ڈانٹے چہرے پر نقاب

ڈالے کمرے مین آئی۔ آج خلیل کی نشست زلیخا سے علیحدہ تھی۔ اس لیے۔ اسمٰعلیہ کے سینے مین آتش قابین بھڑک نہ سکی بلوکس جولین اُس کی پیشوائی کو اٹھ کھڑے ہوے گلنار اور شیرین علیحدہ ہو بیٹھین۔ اسمٰعلیہ نے نخرے کے ساتھ پاشا کے شانے پر ہاتھ رکھدیا۔ اور آمیز نظرے دیکھکر کہا میرا آنا خلاف مزاج تو نہین ہوا۔

پاشا نے جواب دیا نہین۔ شوق سے بیٹھو۔ جن حوالون کا ذکر کیا تھا وہ یہی ہین۔ انکو بہت دن گذر گئے۔ ابھی رخصت ہونے والے ہین۔ اسمٰعلیہ نے اپنے نازک ہاتھ پاشا کے گلے مین ڈالدیے اور کہا مجھے تمپر کچھ غصہ آتا ہے۔ کیون صاحب یہ دلچسپ قصے روز سنے جاتے ہین۔ اور مجھ سے ذکر مذکور بھی نہین۔

پاشا۔ مین نے اس خیال سے تمھین زحمت نہین دی۔ کہ ایک اجنبی کے روبرو کسی جلیل القدر بیگم کا آنا باعث بدنامی ہے۔ اور تم ننگ آنام ٹھیرین تم ناراض ہوجاؤ گی۔

خلیل۔ دلہین۔ اس مین کیا شک۔ تمسے زیادہ عزت دار عورت دنیا مین نہین۔ جب تک کسی غیر مرد سے بغل گرم نہ ہوگی نیند نہ آئیگی۔

اسمٰعلیہ شوہر کی موجودگی مین اگر کسی غیر مرد کا سامنا کرنا پڑے تو کوئی مضائقہ نہین۔

پاشا۔ میرے ذہن مین یہ بات نہین آئی ورنہ ضرور اپنے ساتھ لاتا۔ معاف کرنا۔

اسمٰعلیہ۔ خیر۔ ایک بات کی خواہان ہون اگر منظور کرو تو کہون بات کرتے کرتے اسمٰعلیہ کی نقاب چہرے سے ہٹ گئی۔ پاشا کو اُس کا دلفریب چہرا بہت پیارا معلوم ہوا۔ جواب یا منظور کرون گا کہو تو سہی۔

اسمٰعلیہ۔ بات یہ ہو کہ تمنے جو دلچسپ قصے سنے ہین اگر دوبارہ کہے جائین تو مین بھی سن لون۔ جانتے ہو مجھے قصہ سننے کا کتنا اشتیاق رہتا ہے۔

پاشا۔ اگر خلیل زحمت اوٹھائین اور عنایت کرین تو ہوسکتا ہو۔

خلیل۔ مجھے تعمیل حکم سے کب انکار ہے مگر جب ایک قصہ حضور سماعت فرما چکے مین دوبارہ کب مزہ دیگا۔ اور مجھے بھی مزہ نہ آئے گا۔

مگر ایک شب مین دو قصے بیان کرنا امکان سے باہر ہے البتہ کل شب کو بہت دلچسپ قصہ سناؤن گا۔ آجکی رات مہلت دیجیے۔

یہ کہکر خلیل اُٹھ کھڑا ہوا لوکس جولین بھی تیار ہوگئے اسمٰعلیہ نے پاشا سے کہا

میں قصہ ضرور سنوں گی۔ آج نہیں تو کل سہی۔

پاشا نے جولین وغیرہ کی طرف دیکھکر فرمایا۔ آج آپ لوگوں کو اس محل میں اور قیام کرنا پڑیگا یہ کہکر پاشا اٹھا اور تینوں جوانوں کو ہمراہ چلنے کا اشارہ کیا۔ خلیل نے جو دزدانہ نگاہ زلیخا پر ڈالی اسمٰعیلیہ بہت خوش ہوئی۔

غرض سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں پہونچ گئے خلیل نے جو دروازہ کھولا اور جولین کے کمرے کی پوشیدہ کمانی ٹٹول کر دبائی۔ دروازہ کھل گیا۔ خلیل کو دیکھکر جولین حیران ششدر ہوگیا پوچھا پیارے دوست یا ماجرا ہے۔

خلیل۔ گفتگو کرنیکا وقت نہیں۔ تم میرے کمرے میں جاؤ میں تمہارے کمرے میں مقیم ہوں۔ جاتے ہی روشنی گل کر دینا۔ آمنہ تمہارے پاس آئیگی تم خاموشی سے اسکے ساتھ ہو لینا۔ وہ تمھیں اسمٰعیلیہ کے کمرے میں لیجائیگی۔ اسمٰعیلیہ تمھیں دیکھکر حیران ہوگی۔ تم کہدینا پاشا نے غلطی سے خلیل کے کمرے میں بھیج دیا تھا۔

جولین۔ مگر شیرین جب سنے گی مجھے دغاباز سمجھے گی۔

خلیل۔ نہیں صاحب میں بھی تو کئی بار اسمٰعیلیہ سے مل چکا ہوں کیا اس سے زلیخا سمجھی کہ میرا دل اس سے پھر گیا اور کچھ دیر بعد تمام راز بھی آپ پر افشا ہو جائینگے۔ کوئی فکر نہیں جو کہتا ہوں اسپر عمل کیجئے۔

جولین۔ ہر طرح مستعد ہوں۔

خلیل۔ اگر رستے میں جمیل مل جائے تو اسکو اپنے ساتھ لے لینا مگر خبردار اسکے آگے چلنا

جولین۔ کمرے سے نکلا۔ خلیل نے دروازہ بند کر لیا۔ اور بیٹھکر اپنی کارروائی پر غور کرنے لگا۔

جولین نے خلیل کے کمرے میں پہونچتے ہی مرصع قبضہ کی تلوار اٹھالی روشنی خاموش کردی کچھ دیر بعد دروازہ کھولنے کی صدا محسوس ہوئی۔ دروازہ کشادہ ہوگیا لمپ کی روشنی جو چھت سے لٹک رہا تھا دور تک پھیل گئی۔ جولین نے دیکھا آمنہ کمرے کے اندر آگئی لیکن وہ شناخت نہ کرسکی کہ یہ جولین ہے اس نے خلیل سمجھکر سلام کیا۔ اور کہا میاں صاحب کیا آپ باغ نسیم کی سیر کے لیے تیار نہیں ہیں۔

جولین نے جواب کے بجائے اشرفی ہاتھ پر رکھدی۔ آمنہ نے ساتھ آنے کا اشارہ کردیا۔ جولین قدم بقدم رکھتا اسمٰعیلیہ کے کمرے تک پہونچ گیا۔ آمنہ نے لمپ کی روشنی میں

دیکھا کہ کمرے تک آپ پہونچ گیا۔ آمنہ نے لیمپ کی روشنی میں دیکھا کہ خلیل نہیں ہے جولین ہے اُسکی پریشانی بڑھ گئی۔

جولین نے کہا کوئی اندیشہ کی بات نہیں۔ جو کچھ دریافت کرنا ہو کرو۔ اسمعیلہ کے کمرے کی بغل میں دوسرا کمرہ تھا۔ آمنا جولین کو اُس کمرے میں لے گئی۔ آمنا نے پوچھا میاں تم خلیل کے کمرے میں کیونکر آئے۔

جولین۔ پاشا کے حکم سے مجھے یہ کمرہ آج ملا۔

آمنہ۔ وہاں اندھیرا کیوں تھا۔

جولین۔ روغن نہونے سے لیمپ گل ہو گیا۔

آمنہ۔ خیر یہ تلوار کیونکر ساتھ آئی۔

جولین۔ زینہ پر پڑی ہوئی تھی۔ مینے اُٹھا لی۔ کیونکہ مسلح حبشی پہرہ دے رہے ہیں ایسا نہو کوئی اتفاقیہ دھوکہ پڑے۔

آمنہ۔ خاموش ہو گئی تاہم اُس کی گھبراہٹ نہ مٹی۔ گو دل کے شکوک کم ہو گئے تھے۔

آمنہ۔ تو جانتا ہے مین تجھے کہاں لائی ہون۔

جولین۔ جانتا ہون۔ باغ رضوان کی سیر کرانے لائی ہو۔

آمنہ نے ہنس کر کہا یہاں توقف کیجئے۔ آپ کو کسی پوشیدہ جگہ مخفی کئے دیتی ہون۔ ممکن ہے پاشا دہ جائے۔

یہ کہکر اُس نے پردہ کھینچ لیا۔ بولی آپ اُس کی اوٹ مین بیٹھیں۔ اگر کوئی شخص ادھر نکلے تو پتھر کی مورت کی طرح دم بخود بیٹھے رہیے گا۔

یہ کہکر آمنہ اسمعیلہ کے کمرے مین آئی اسمعیلہ کمرے کے تیسرے درجہ مین پلنگ پر استراحت کر رہی تھی۔ اور انتظار کر رہی تھی کہ خلیل کب آتا ہے۔ آمنہ کو تنہا دیکھکر متوحش ہو گئی۔ پوچھا خیر تو ہے۔ آمنہ نے کل سرگذشت بیان کی۔ اسمعیلہ نے بیتاب ہو کر زبان کو حرکت دی۔ جاہیئے مجھ سی بدقسمت کوئی نہ ہوگی۔ دور ہو میرے سامنے سے۔ جولین کو اُسکے کمرے مین پہونچا دے۔

آمنہ۔ آپ تصور فرماوین یہ آمد و رفت کیسی خطرناک ہے۔

اسمعیلہ۔ مجھے پرواہ نہیں مین جن انگارون پر لوٹ رہی ہون۔ او نہین خلیل ہی گلزار بنا ویگا افسوس وہ میرے لیے از حد بیچین ہوگا۔ اُس نے میری خاطر زلیخا سے محبت توڑ دی۔ تو جا

اور کسی طرح میرے خلیل دلبر کو لے آ۔

آمنہ۔ آپ ذرا غور فرمائین آپ کی چلبلی طبیعت کا حال جولین پر روشن ہے وہ ضرور مشکوک ہو جائے گا۔ اُسے فکر ہوگی۔

کہان اور کس لئے بلائی ہوئی ہے اگر اُس کے لب سے کوئی لفظ نکل گیا تو کیسی گذرے گی۔

اسمٰعیلیہ۔ ہان۔ یہ صحیح ہے۔ پھر کیا کیا جائے وہ خوبصورت جوان ہے۔ شیرین پر جان دیتا ہو

آمنہ۔ ہان۔ ہان یہ وہی جوان ہے جس کی وجاہت صباحت کے ڈنکے بجے ہوے ہین۔ کیا وہ کسی طرح خلیل سے کم ہے۔

اسمٰعیلیہ۔ فکر مین پڑ گئی۔ اسمٰعیلیہ ایسی عورت نہین جس کا دل ایک کا ہو رہا ہو۔ اُس کا تو یہ حال ہو کہ جہان کوئی طرحدار جوان نظر پڑا اُسی سے دل اٹکا لیا۔ حالانکہ اب تک اُسے خلیل کی محبت تھی مگر اب اس گبرو سے مواصلت کی طالب ہوگی۔ آمنہ سے کہا جا جولین کو لے آ۔ ذرا دیکھون گی کیسا جوان ہو

آمنہ۔ کیا آپ نے حبشی سے استفسار کیا تھا

اسمٰعیلیہ۔ ہان دریافت کیا تھا۔ کسی وقت بتاؤن گی۔

آمنہ۔ چھوٹے کمرے مین آئی۔ لیکن آتے ہی باہر کا دروازہ کھلا دیکھا پاشا آ رہا ہے۔

پاشا۔ (آمنہ کے قریب پہونچکر) خوب یاد آیا دو روز ہوے۔ اپنی تلوار اسمٰعیلیہ کے کمرے مین چھوڑ گیا تھا۔ وہ گم ہوگئی۔ اسمٰعیلیہ قسم کھاتی ہے اُسے کچھ خبر نہین ہی۔

آمنہ۔ مین نے بھی تلاش کی تھی مگر ابھی تک سراغ نہین لگا۔

پاشا۔ نمک حرام غلامون کا کام ہے۔

آمنہ۔ پیر مرشد۔ کسی غلام کی دیدہ دلیری کا ہے۔ ہر ایک کی جرأت نہین ہو سکتی۔ جہان تک ہوگا۔ یہ کہین پتہ لگائیگی۔

پاشا۔ مین تجھے انعام دونگا۔ یہ پردے آج کیون چھوٹے ہوئے ہین۔ آج یونہی حبس ہے۔ پردے نے تو اور بھی ہوا بند کر دی۔

یہ کہکر پاشا اُس پردے کی طرف آیا۔ جہان جولین دبکا ہوا تھا آمنہ نے کہا حضور یہ کیا کرتے ہین۔ اسمٰعیلیہ کی طبیعت ناساز ہے۔ زکام کی شکایت ذرا سی ہوا خراب نتیجہ پیدا کریگی۔ اسی لیے پردے چھوڑے گئے ہین۔

پاشا نے ہاتھ کھینچ لیا۔ اور کہا شب کو تو لڑکیون کے کمرے مین اسمٰعیلیہ کو کچھ شکایت تھی

آمنہ - حضور خود جا کے دیکھ لیں - دیر سے خود منتظر بیٹھی ہیں -
پاشا - میں جاتا ہوں تو غلاموں سے کہہ دے اسیوقت حاضر ہوں میں اُنسے تلوار کے بارے میں تفتیش کرونگا یہ کہکر پاشا نے اندر کا دروازہ کھولا -
اسمعیلہ - بہر استقبال کیلئے آگے بڑھی اُس نے کان لگا کے یہ باتیں سن لی تھیں - سمجھ گئی تھی اُس نے کہیں جوئیں کو چھپا دیا - پاشا کے چہرے پر غصہ کی بو تھی - وہ تلوار کے لیے پراگندہ تھا - اسمعیلہ کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ مرصع تلوار ہو لیکن کمرے میں ہیں - اس لیے وہ خوف کھاتی ہے کہ خدانخواستہ راز کھل جائیگا تو بڑی کرکری ہوگی - ہم سمجھونگی لاشین باسفورس کے بانی میں تیرتی نظر آئینگی - اسمعیلہ ہوشیار تھی اس نے پاشا کو پیچ دار باتوں میں اُلجھا لیا -

باب دسوان

ادھر آمنہ غلاموں کے پاس پہونچی تلوار گم ہونیکا ماجرا سنایا غلاموں کو کچھ پتا نہ تھا وہ کیا جانیں تلوار کہاں گئی - پاشا کی آتش مزاجی معلوم تھی نھر اگئے سب کے سب آمنہ کے ساتھ اسمعیلہ کی ڈیوڑھی پر جمع ہوے - ادھر اسمعیلہ پاشا کے ساتھ محل سے برآمد ہوئی - غلاموں کو دیکھکر بولی -
شوہر! آپکا ذرا سا رنج مجھ سے برداشت نہیں ہوتا - خدا جانے کیوں میری طبیعت بیٹھی جاتی ہے -
پاشا - بیگم کیوں نازک دل کو صدمہ دیتی ہو - میں ابھی معلوم کئے لیتا ہوں - ابھی چور کا پتہ لگا جاتا ہے
بیگم - پردہ کی اوٹ سے آمنہ کی باتیں سن چکی تھی -
جواب دیا چھوکریوں کے کمرے سے پلٹتے ہی میرے جسم پر لرزہ سا سوار ہو گیا - اب تو طبیعت بحال ہے -
پاشا - وہ کمرا ابھی حسن خانہ ہو رہا ہے -
اسمعیلہ - ہاں ہاں سردی زیادہ ہے - اسمعیلہ شوہر کا ہاتھ تھامے اپنے کمرے میں لے آئی - پلنگ پر لیٹ رہی اسمعیلہ سے باتوں میں راز و نیاز کی باتیں ہونے لگیں - اسمعیلہ نے باتوں میں ایسا اولجھایا کہ پاشا تفتیش کرنا بھول گیا - بلکہ باتیں کرتے کرتے اسمعیلہ کے دست نازک پر سر رکھکر بے خبر سو رہا - پاشا کے بے خبر سونے پر اسمعیلہ نے اپنا ہاتھ چپکے سے نکال کے تکیہ پر رکھدیا پلنگ سے اوٹھی اور دبے پاؤں باہر آئی - اور جھانک کر باہر دیکھا - کچھ دور پر آمنہ غلاموں کے ساتھ

کھڑی باتین کر رہی ۔ بجی اسمٰعیلیہ کسمساکر جولین کے کمرے مین آئی ۔ اور لبون پر انگلی رکھکر اشارہ سے کہا میرے ساتھ چلے آؤ ۔ جولین پردہ سے باہر آیا ۔ جولین کو دیکھکر اسمٰعیلیہ بہت خوش ہوئی دل مین کہنے لگی ماشاء اللہ کیسا خوشرو جوان ہے ۔ اس سے صحبت ہوئی تو بہت لطف آئیگا ۔ اتنے مین اُسکی نگاہ جولین کی کمر پر پڑی قیمتی تلوار کمر سے لٹکی ہوئی تھی ۔ جولین سے بولی یہ تلوار مجھے دیدیجیے ۔ آپ پاشا کی تندمزاجی جانتے ہین تلوار دیکھے گا تو آگ ہو جائیگا ۔

جولین ۔ معاف کیجیے تلوار نہین دے سکتا ۔

اسمٰعیلیہ گربۂ باسوختہ کی طرح بلبلا گئی جواب دیا ۔ ضرور دینا ہوگا ۔

جولین ۔ جانتی ہو ۔ اسوقت کس آفت مین گھرا ہون ۔

اسمٰعیلیہ ۔ مگر مین تو آرام سے آپ کو کمرے مین پہونچا دونگی ۔

جولین ۔ آپ کے حکم سے انکار کب ہے ۔ مگر بہتر یہی ہے تلوار میرے قبضے مین رہنے دیجیے جس مقام سے تلوار اُٹھائی ہے ۔ وہین رکھدی جائیگی ۔ آپ کسی غلام سے اُٹھوا لیجیے ۔

اسمٰعیلیہ ۔ خیر میرے ساتھ چلے آئیے ۔ اس وقت ہماری اور آپ کی جانین خطرے مین ہین اس لیے جو راہ مین اختیار کرون اُسی پر چلے چلیے ۔

جولین ۔ چلیے ۔ آپکے نقش قدم پر قدم رکھتا چلا چلونگا ۔ اسمٰعیلیہ مخملی فرش پر قدم رکھتی ہوئی چلی کھڑی ہوئی ۔ جولین بھی عقب مین ہولیا ۔ کچھ دیر بعد اسمٰعیلیہ نے جولین سے کہا آپ اسی مقام پر توقف کرین ۔ اور خود بادشاہ کے پلنگ کے پاس اس غرض سے گئی کہ دیکھے کہ بادشاہ محو خواب ہے یا بیدار اُس نے دیکھا پاشا بدستور نیند مین غرقاب ہے اُسے تن بدن کی خبر نہین ۔ اسمٰعیلیہ خوش خوش پلٹ آئی ۔ اور جولین کو لیے آگے بڑھی ۔ آخر دونون کمرے کی حد تک پہونچ گئے اسمٰعیلیہ نے آہستہ سے پشت کا دروازہ کھول دیا ۔ جولین سے کہا آپ بے کھٹکے نکل جائین ۔ جولین کو نکال دروازہ بدستور بند کر دیا ۔ جولین ڈیوڑھی سے آگے بڑھا اور کچھ دور جا کر اُس نے اپنے کو اُس راستے مین پایا ۔ جہان بڑا لیمپ روشن تھا ۔ جولین چوکنا چارونطرف دیکھتا بھالتا چلا جاتا تھا اتنے مین وہ حبشی آتا دکھائی دیا ۔ لیکن یہ مطلق نہ ڈرا کیونکہ خلیل نے سمجھا دیا تھا ۔ حبشی کی تلوار روشنی مین چمک رہی تھی ۔ جولین نے بھی اپنی تلوار میان سے کھینچ لی ۔ اور ایستادہ ہو رہا ۔

حبشی ۔ درمیان مین تلوار رکھکر اگر آپ میرے برتاؤ سے کچھ ناراض ہو گئے ہون تو معاف کرین ۔

حبشی ۔ یہ غلام [illegible] پاشا کے حکم سے [illegible] دیتا ہے ۔

جولین۔ کیا خزانے کا سانپ ہو۔ اور خزانے کا مارسیا ہو مجھے تیرے خزانے سے کوئی واسطہ نہین۔ اطمینان رکھ۔

حبشی۔ خیر آپ شوق سے نکل جائیں مین روکتا نہین۔

جولین۔ مین یہان کی جورگلیون سے واقف نہین۔ تو رستہ بتا دے تو کام چلے۔
یہ سنکر حبشی کے کان کھڑے ہوئے۔ اُسنے کہا۔ مین ادنی غلام ہون۔ آگے چلنا گستاخی ہے مین پشت پر رہونگا۔ راستہ بتاؤن گا۔

جولین۔ (تیز آواز سے) مین حکم دیتا ہون تجھے آگے چلنا ہوگا۔

حبشی۔ آپ تو آتے ہی مجھپر برس پڑے کیا آپ مجھے دغاباز سمجھتے ہین۔ مین تو فرمانبردار ہون آپکے حکم کی بھلا سرتابی کرسکتا ہون۔

جولین۔ تیرے تیور تیری دغابازی کے شاہد ہین۔
حبشی کے چہرے پر کچھ کچھ غصے کی جھلک دکھائی پڑتی تھی۔ مگر وہ غصہ پی گیا۔ آگے بڑھا زینہ طے کرتے وقت جولین نے کئی بار دیکھا کہ حبشی بار بار تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالتا ہے جولین بھی بہت ہوشیار تھا کہ اتنے مین ایک شخص آتا نظر پڑا۔ یہ کون تھا خلیل تھا۔ خلیل کو دیکھ کر جولین مسرت سے اُچھل پڑا۔ اور حبشی ایک گوشے مین ٹھٹک رہا۔

خلیل۔ (حبشی سے) مین تجھسے بہت خرسند ہون تو نے کل شب کی بات پر خوب پردہ ڈالا۔ اور امید ہے اسی طرح تو جولین کے حالات پر بھی پردہ ڈالے رکھیگا۔ ورنہ تیری جان کی خیر نہین تیری موت و زندگی میرے اختیار مین ہے۔ یہ کہکر خلیل نے حبشی کو واپس جانے کا حکم دیا۔ اور خود جولین کو لیے ہوئے آگے بڑھا۔ خدا خدا کر کے اپنے کمرے مین پہونچ گیا۔ جولین نے اپنی تلوار خلیل کو دیدی۔ اور ہاتھ ملا کر اپنے کمرے مین چلا گیا حسب دستور جب خلیل علی الصباح اپنے کمرے سے چہل قدمی کرنے نکلا۔ دیکھا آمنہ راستہ مین ٹہل رہی ہے۔ آمنہ تینو ن جوانون کی تاک مین کھڑی تھی۔ جولین لوکس بھی اپنے کمرے سے برآمد ہوئے۔ آمنہ تینون جوانون کو دیکھکر جلتی ہوئی تینون جوانون نے بمشکل تمام یہ دن بسر کیا۔ جولین نے شب کی واردات لوکس سے نہین کہی۔ شام کے وقت تینون جوان اُسی کمرے مین طلب کئے گئے۔ جوان چھوکریان پہلے ہی سے پہونچ چکی تھین باشا مسند سے لگا بیٹھا ہوا حقہ کے دم مار رہا تھا۔ اسملیہ بھی نقاب برروے گلے تکیہ کے سہارے تمکین تھی۔ خلیل نے قصہ چھیڑ دیا۔ یہ قصہ بہت دلچسپ اور بڑا تھا۔ شب کے ۲ بج گئے۔ کسی کو خبر

بھوکی پاشا نے گھبرا کر گھڑی دیکھی معلوم ہوا دو بج گئے۔ لوگ اپنے اپنے کمرے مین جانے والے تھے
اسمعیلیہ نے کہا۔ یہ قصہ کیسا دلچسپ ہے اور مزیدار ہے دل چاہتا ہے انکی زبان سے اور بھی قصے سنون ـــ

پاشا۔ خیر۔ تمھاری خاطر سے ان جوانون کو دو روز اور مقیم رکھون گا۔ مگر اسی شرط پر یہ سب کمرون مین بند رہینگے۔

خلیل۔ پیر مرشد۔ کل اس سے بہترین قصہ سماعت فرمائین گے۔

پاشا۔ کل سال کا آخری یوم ہے۔ اس لیے۔۔۔۔ ان سب کو ٹھہرنا پڑیگا۔

پاشا کا دستور تھا سال کے آخری یوم پر ایک جشن کیا کرتا تھا جس مین قسطنطنیہ کے بڑے بڑے امرا اور روسا کی دعوت ہوتی تھی۔ ناچ رنگ کی محفلین گرم ہوتی تھین اس جشن کا ذکر پاشا نے اسمعیلیہ سے کیا تھا۔

شب کے تین بجا چاہتے تھے۔ نیند کی خماری چھائی ہوئی تھی اس لیے سب اپنے اپنے کمرے مین گئے۔ پاشا نے اسمعیلیہ کے محل مین استراحت فرمائی اس لیے آمنہ خلیل کو بلانے نہین آئی۔

باب گیارھوان

آج سال کا آخری یوم ہے۔ پاشا کی دختر بلند اختر زلیخا حرم سرا کی مہتابی پر بیٹھی ہوئی سہیلیون سے باتین کر رہی ہے۔ اسمعیلیہ دوسرے کمرے مین کسی انتشار مین ڈوبی ہوئی مسہری پر متمکن ہے۔

جولین ۔ لوکس خلیل کے ساتھ شطرنج کھیل رہے ہین۔ پاشا دعوت کی تیاری مین مصروف رہی دوپہر کے وقت پاشا نے ایک رقعہ قسطنطنیہ مین اپنے جلوخانے پر بھیجا۔ بہت سے کاریگر قسطنطنیہ سے آ پہونچے۔ باغ مین جابجا کھیل تماشون کی بھیڑ ہوئی۔ چھوٹے چھوٹے خوبصورت بنگلے پھولون سے سجائے گئے۔ میز کرسیان لگا دی گئین۔ زرین طبق مین عمدہ عمدہ میوے نفاست سے چن دیے گئے۔ پری چہرہ گل اندام عورتین محل کے دریچون مین بیٹھی ہوئی تماشہ دیکھ رہی ہین۔ آج اسمعیلیہ پھولی نہ سماتی تھی سمجھتی تھی کہ کسی نہ کسی طرح آج خلوت مین نشست کا موقع ملیگا۔ اور خلیل سے گرم صحبت ہونگی۔ باسفورس کی سرد ہوائین غروب آفتاب کے وقت

دلون کو گدگداتی ہوئی بہ رہی تھین۔ خوبصورت بجرے آراستہ پیراستہ خلیج باسفورس کے پانی پر چکر لگا رہے تھے۔ جنپر عظیم الشان امرا اور رؤسا کی نازک بدن خاتونین سوار لطف بہار دیکھ رہی تھین۔ کچھ دیر یہی کیفیت رہی آخر کل کشتیان لب ساحل خرام ہو گئین

سیڑھیون پر مخملی فرش لگا ہوا تھا۔ دونون جانب پھولون کا کٹہرا نہایت خوشنمائی سے کھڑا کیا گیا تھا۔ پر اثمار درختون کی شاخون مین روشن قندیلین عجب بہار دے رہی تھین۔ سینکڑون لالٹینین درختون مین لٹکی ہوئی کیفیت دکھا رہی تھین۔ چھ بجتے بجتے پاشا اسمٰعیلیہ کے کمرے مین آگیا۔ اسمٰعیلہ شوہر کو دیکھکر ناز و نخرے کر دکھا دکھا کے مسکرائی۔

پاشا۔ میری دلربا۔ یہ کل ساز و سامان محض تیری تفریح کے لیے ہین۔ اُٹھو عمدہ نفیس پوشاک زیب جسم کر۔ امرا کی خاتون کی مہمانداری تجھپر فرض ہے۔

پاشا اسمٰعیلیہ کو سمجھا بجھا کے دخترون کے کمرے مین آیا۔ اور کہا صاحبزادیو! ابھی تک پوشاک بھی نہ بدلی۔ اُٹھو۔ دعوت مین شریک ہونے کا سامان کرو۔ یہ خیال رہے کہ آج چہرے پر نقاب ضرور ہو۔ خلیل وغیرہ سے خبردار گفتگو کی نوبت نہ آئے۔ بیحیائی اچھی نہین۔ بدنام ہو جاؤگی۔ اجنبیون سے دو بدو گفتگو کرنا شریف لڑکیون کا کام نہین۔

صاحبزادیون کو دعوت مین شریک ہونے کی ترغیب دیکر پاشا جولین وغیرہ کے پاس آیا۔ اور بولا۔ دوستو! آج جشن نوروز ہے۔ دعوت دینے آیا ہون امید کرتا ہون تم لوگ وہ کام کروگے جس سے بھری محفل مین میری رسوائی نہو۔ یعنی اور دنون کی طرح تم لوگ گلنار وغیرہ سے ہمکلام نہوگے۔

یہ کہکر پاشا نے باغ مین قدم رنجہ فرمایا۔ لوکس۔ جولین۔ خلیل تینون دوستون کو ہمراہ لے گیا۔ گلنار۔ شیرین۔ زلیخا کو بھی وہان طلب کر لیا۔ جب یہ تینون خوبرو لین باغ مین آئین خلیل اور اس کے ہمراہی جولین۔ لوکس بھی باغ مین گلگشت کر رہے تھے۔ مہمانون کی سواری اوترنے لگین۔ یہ لوگ پیشوائی کو گئے۔ کوئی نصف گھنٹہ مین تقریبًا ۲۰۰ مہمانون کا جمگھٹ باغ مین اوتر پڑا۔

یہ وقت بہت ہی دلکش تھا۔ خیمون کے رنگین پردے بہار دے رہے تھے۔ خوشبودار پھولون کے ہار قندیلون لالٹینون کی بہار نازک اندام گل پیرہن غنچہ دہنون کی سریلی آوازین بہت ہی بھلی معلوم ہوتی تھین۔ شام ہوتے ہی باغ بقعۂ نور بن گیا۔ یہان اب تک یہ فضا

چمنون کی گلگشت مین مصروف تھے اسوقت کرسیون اور کوچون پر متمکن ہوگئے۔
پاشا بھی کسی جلیل القدر شخص کے ہمراہ بیٹھا شک کے دم اُڑانے لگا۔ پریجمال عورتین باغ کی فضائیت کی دلدادہ چہل قدمی کرنے لگین تو کس جولین کو گلنار اور شیرین سے باتین کرنے کا موقع ملگیا میان خلیل اور زلیخا مین بھی عشق و محبت کی نوک جھونک ہو نیلگی۔
خلیل۔ (زلیخا سے) کہیئے بی اصیلہ نہ ایکھتی ہون۔
زلیخا کل حال جانتی تھی اس لیے وہ مسکراتی ہوئی دور کھڑی چمن کی سیر کرنے لگی۔ خلیل نے دوسری طرف رخ کیا چند قدم پر دیکھا خاتون آملیہ زرق برق پوشاک سے ملبوس چہک کر رفقا سہا خواتین عالیہ مین الائچی ڈلی تقسیم کر رہی ہے۔ خلیل اوس کی نظر بچاکر دوسری جانب لمبا بڑھا اور سیدھا پاشا کے دیوان خانے کی طرف جا رہا تھا۔ اُس راستے مین دونون اطراف پر چھتنارے درخت بہار دے رہے تھے۔ اس لیے اس مقام پر کسی قدر تاریکی چھائی ہوئی تھی۔
خلیل بجبر کسی فکر مین غلطان قدم زن تھا۔ اتنے مین دروازہ کشادہ ہونیکی صدا محسوس ہوئی خلیل آواز سنکر کھڑا ہو رہا پھر کوئی آواز نہ آئی۔ کچھ دیر توقف کر کے آگے بڑھا۔
ہوا پھر برس رہی تھی اور راستہ بھی ڈھلوان تھا۔
خلیل ڈھالو راستے سے نیچے اوترا۔ ایک شخص اوسی جانب بڑھتا نظر آیا۔ خلیل نے دیکھا یہ تو وہی حبشی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا یہ راستہ محل کے تہ خانہ کے اندر ہوتا ہوا چور دروازے تک نکل گیا ہے۔ حبشی کو دیکھتے ہی خلیل درخت کی اوٹ لیکر چھپ رہا۔ حبشی ایک خیمے مین گھس کر شراب کی دو بوتلین اور بہت سے میوے لے آیا۔ خلیل سمجھ گیا حبشی میوہ اور شراب چرانے گیا تھا۔ یکایک حبشی کی نگاہ خلیل پر پڑگئی۔ وہ پیچھے ہٹا۔ میان سے شمشیر کھینچ لی۔ خلیل بھی شمشیر برہنہ تان کر بولا۔ خبردار۔ نامعقول! کیا کرتا ہے۔
حبشی نے خوف زدہ ہوکر تلوار میان مین کرلی۔ اور کچھ جواب دیا چاہتا تھا دفعتہ باغ مین شور غل سنائی دیا۔ خلیل شور کی طرف چھپٹا دیکھا جوق جوق مہمان لب ساحل بھاگتے جاتے ہین خلیل بھی بدحواس پریشان دوڑا۔ وہان عجیب دل لگی دیکھنے مین آئی ایک بڈھا پاشا کشتی مین سوار ہوتے وقت دریا مین گر پڑا۔ اور اُس کے شور کرنے چیخنے کی آواز سے تمام بدحواس دوڑ پڑے۔ بڈھے پاشا کو غلام پھرتی سے پانی مین کود کر نکال لائے کچھ دیر ہنسی مذاق رہا۔ اُس کے بعد کل مہمان پاشا سے رخصت ہوے۔ باغ مین صف

پاشا کی لڑکیاں۔ اسمٰعیلہ زلیخا خلیل اور دونوں یونانی رہ گئے۔ گیارہ بج چکے تھے پاشا بھی بیٹھ گیا اور خلیل کی کہانی شروع ہوئی۔

باب بارھواں

قصہ ختم ہوتے ہوتے بارہ بج گئے۔ سامعین خلیل کی لسانی کے معترف تھے۔ اسمٰعیلہ پاشا کے قریب بیٹھی ہوئی ہے اُس کی نگاہیں زمین کی جانب جھکی ہوئی تھیں۔ پھر بھی کنکھیوں سے خلیل کو دیکھ لیتی تھی۔

رات زیادہ آجانے سے پاشا اُٹھ کھڑا ہوا۔ داہنے بائیں۔ اسمٰعیلہ اور زلیخا تھیں لوکس۔ جولین معہ گلنار پشت پر تھے۔ زلیخا اور خلیل سب کے پیچھے۔ پاشا محل میں داخل ہوا۔ خلیل نے لوکس کا ہاتھ ہاتھ میں لیکر آہستہ سے کہا۔ کسی ترکیب سے آپ اپنا کمرہ جولین سے تبدیل کرلیں پھر اسی طرح جولین کو بھی سبق پڑھایا۔ اور کہا پاشا آج زیادہ نشے میں ہے کمرہ بدلنا مشکل نہیں۔

الغرض سب لوگ اپنے اپنے کمرے کے پاس پہونچے۔ خلیل سب سے رخصت ہوا اپنے کمرے میں گیا۔ لوکس تیزی سے جولین کے کمرے میں ہو رہا۔ اور جولین لوکس کے کمرے میں پاشا نے اس کا کچھ خیال نہ کیا۔ دروازہ بند کرکے چلتا ہوا۔

خلیل نے میدان خالی پاکر دروازہ کھولا لوکس کے پاس آیا۔ اور کہا۔ دوست! جو کہوں وہ عمل کیجئے۔

لوکس۔ فرمائیے۔ حکم کی تعمیل کی جائیگی۔

خلیل۔ آپ میرے کمرے میں جائیں۔ آمنہ آئیگی۔ اُس سے کہدیں پاشا نے غلطی سے خلیل کو دوسرے کمرے میں بند کردیا ہے۔ اور اُس بات کا بھی اظہار کردیں کہ مجھے لیڈی اسمٰعیلہ سے ازحد اُنس ہے اُسے بطور انعام دوچار روپیہ دیدینا جب اسمٰعیلہ کے پاس پہونچنا اُس سے کچھ ایسے برتاؤ کرنا کہ وہ آپکی محبت کا دم بھرنے لگے اُسے یقین ہوجائی آپ کو گلنار سے دلبستگی نہیں ہے۔

لوکس۔ بہت خوب۔ ایسا ہی ہوگا۔

خلیل۔ خبردار! تلوار ہاتھ سے نہ جانے پائے۔
چنانچہ لوکس حسب ہدایت خلیل کے کمرے میں دروازہ بند کرکے بیٹھ رہا۔ آمنہ آئی۔ بجائے خلیل کے لوکس نظر پڑا۔ گھبرا گئی۔ لوکس نے پانچ روپیہ بطور انعام دیئے اور کہا مجھے اسمٰعیلیہ کے پاس لے چل آگے آگے آمنہ اور پیچھے پیچھے لوکس روانہ ہوا۔
آمنہ۔ (لوکس سے) لیجئے حضور! آپ کا کام کر دیا۔ آپ جانئے آپ کا کام جانے۔ (کمرے کے پاس جاکر) دروازہ کھلا ہوا ہے چلے جائیے اسمٰعیلیہ بگڑے تو بات بنا لینا۔
لوکس سر اکمرہ طے کرکے تیسرے کمرہ میں آیا۔ اسمٰعیلیہ مسہری پر لیٹی ہوئی خلیل کا انتظار کر رہی تھی۔ لوکس کو دیکھتے ہی ابرو پر بل پڑ گئے۔ تیور یاں چڑھ گئیں مگر لوکس کی جوانی اور خوبصورتی ایسی نہ تھی کہ اس کے گدرائے بدن میں پھریریاں نہ اُٹھتی ہوں۔ اس لیے اُس نے دل میں خیال کیا۔ خلیل نہ آیا نہ سہی۔ یہ بھی تو طرحدار جوان ہے۔ آج کی شب اسی گبرو سے کام دل نکالونگی۔
لوکس۔ معزز خاتون! شاید غلطی سے آج مجھے پاشا نے خلیل کے کمرے میں بند کر دیا۔
اسمٰعیلیہ۔ ماشاء اللہ کیسے بھولے بنے جاتے ہو۔ جانتے نہیں میرے کمرے میں بے دھڑک گھس آنے سے کیا چال چلی ہے۔
لوکس۔ یہ صحیح ہے۔ مگر عشق و محبت کے مارے سے کہیں در جاناں چھوٹتا ہے۔ اسکے لیے تو معشوق کی خاک پا سُرمہ نور ہے۔
اسمٰعیلیہ۔ (زیر لب خندہ کرکے) تو آپ کا آنا آپ کی بیتابی تصور کیا جائے یا پاشا کی غلطی۔
لوکس۔ پاشا کی غلطی اور میری بیتابی ــــ پاشا نشے میں تھا۔ مجھے اس کمرے میں بند کر گیا۔ کچھ دیر بعد آمنہ آئی اور مجھے دیکھکر واپس جانا چاہتی تھی۔ میں تو آپ پر پیاسا ہوا تھا ضبط نہو سکا۔ آمنہ کے پیچھے سایہ کی طرح ہمراہ ہو لیا۔ پیاری دلربا! سچ کہتا ہوں میں گلنار پر جان دیتا تھا مگر جب سے تمھاری بھولی شکل دیکھی تیر محبت کلیجے میں ترازو ہو گیا۔ قسم کھائی بجز تمھاری اور کسی سے محبت نہ کرونگا۔
تمہیں پر جان جاتی ہے تمہیں پر دم نکلتا ہے
اسمٰعیلیہ کچھ دیر تک کسی گہری فکر میں غرقاب رہی اُسے اس بات پر ناز آ گیا کہ میری

خوبروئی نے اس جوان کو بھی والہ و شیدا کر دیا۔ گلنار کی محبت سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ پھر بولی کیا درحقیقت تمھین مجھ سے قطعی محبت ہوگئی۔

لوکس۔ کیا غلط کہتا ہون کیونکر دل چیر کر دکھا دون۔

اسمٰعلیہ بہت خوش تھی اور سمجھتی تھی آج لوکس سے مزا اُٹھے گا۔ اسمٰعلیہ نے دونون ہاتھ بڑھا دیے۔ لوکس نے آغوش محبت مین کھینچ لیا۔

اسمٰعلیہ۔ مگر مرد عورتون کو دغا باز ہی سمجھتے ہین۔

لوکس۔ لیکن مین ایسی فضول باتین نہین سوچتا۔ ہان دلربا! اسوقت اس صحبت مین کوئی غیر مرد تو نہین آئیگا۔

اسمٰعلیہ۔ پاشا کو اختیار ہے۔ مگر کسی بات کا خوف نہ کھاؤ تیری سلامتی کا ذمہ لیتی ہون یہان سے پاشا کے خزانے تک ایک خفیہ راستہ ہے اور لطف یہ کہ وہان سے تیرا کمرہ بھی بہت قریب ہے۔

لوکس۔ پھر کیا۔ مزے ہین۔

اندھیرے مین لوٹین گے جوبن کسی کا

یہ سنکر اسمٰعلیہ نے اُسے اپنی طرف کھینچا۔ اور دونون جام وصال بھر بھر کر پینے لگے۔

لوکس۔ بہت دیر ہو گئی ہے۔ اب مجھے ....

اتنے مین کسی کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی۔ اسمٰعلیہ کو کچھ رنج ہوا اور اُس نے افسوس کے ساتھ گردن جھکا کر لوکس سے کہا۔

خیر! اسوقت تو جا مین پھر کبھی تجھے طلب کرونگی۔ یہ کہکر اُس نے جو خفیہ گلی کا مخملی پردہ اُٹھا دیا۔ اور سینے سے ایک بار پھر لگا کر رخصت کر دیا۔ لوکس بے دھڑک گام فرسا تھا۔ ادھر دروازہ بند کر کے اسمٰعلیہ نے پردہ ڈال دیا۔ اور پاشا کے استقبال کے لیے دوسرے کمرے مین گئی۔ پاشا اسمٰعلیہ کے کمرے مین داخل ہوا۔

باب تیرھوان

جس راستے سے لوکس جا رہا تھا روشنی سے منور لوکس کو خلیل کی باتین از بر تھین۔

اس لئے وہ بہت ہی خرم و احتیاط سے چاروں طرف دیکھتا بھالتا چلا جاتا تھا۔ آخر وہ حبشی کے کمرے پر پہونچ گیا۔ دروازہ کشادہ تھا اور حبشی لمبی تانے بے خبر سو رہا تھا شراب کی خالی بوتلیں ادھر اُدھر پڑی تھیں۔ خالی ظروف بھی ادھر اُدھر پڑے ہوئے تھے۔ تلوار گوشے میں رکھی ہوئی تھی۔ لوکس اُسے سوتا چھوڑ کر دو قدم اور آگے بڑھا تھا دیکھا ایک خوبرو جوان ریپ کرتا سامنے آ رہا ہے۔ لوکس نے پہچان لیا میاں خلیل ہیں۔ دونوں نے بڑھکر ہاتھ ملائے۔ لوکس نے کل شب کی کیفیت ظاہر کر دی۔ خلیل حبشی کے کمرے کی جانب بڑھا۔ اور لوکس نے کہا۔ آپ بھی ہمراہ رہیئے۔ دونوں اُس کمرے میں پہونچے۔ خلیل نے تلوار حبشی کی گردن پر رکھدی اور زور سے اُس کا سر پکڑ کر جنجھوڑ دینے لگا۔ حبشی نے آنکھ کھول دی۔ دیکھا خلیل ملک الموت کی طرح گردن پر سوار ہے۔

خلیل۔ بدبخت کمینے! اسوقت تیری موت و زندگی میرے اختیار میں ہے۔

حبشی۔ آپکو دیکھکر ہنسی آتی ہے۔ مگر یہ نہیں جانتا آپ کی مراد کیا ہے۔ کیوں مجھ ناکردہ گناہ پر ظلم ہو رہا ہے۔

خلیل۔ اُٹھ۔ جو حکم دوں تعمیل کر۔

حبشی اُٹھ کھڑا ہوا۔ حیران و متحیر لوکس کا منھ تاکتا رہا۔ خلیل نے سیڑھیوں کی طرف اشارہ کیا۔ حبشی آگے بڑھا یہ دونوں پشت پر ہو گئے۔ زینہ طے کرتے ہوئے یہ لوگ اُس مقفل پھاٹک پر پہونچے جو سطح زمین پر جڑا ہوا تھا۔ حبشی یہ نگاہ حسرت خلیل کی طرف نظر ڈال رہا تھا اُس کی خواہش تھی خلیل ذرا دم لیکر میرا حال زار سن لے۔ اس مقام سے ایک راستہ حیا باغ نکل گیا ہے۔

خلیل۔ اس دروازے کی کنجی میرے حوالہ کر۔

حبشی۔ لیجیے۔ حاضر ہے۔ بادشاہ کی طلبی پر کیا جواب دوں گا۔

خلیل۔ کہہ دینا گم ہو گئی۔ اور تو گھبراتا کیوں ہے میں جواب دے لونگا۔

حبشی۔ نہیں حضور۔ ساری جواب دہی میرے سر ہے۔ کنجی دیدینا مفت اپنی جان زحمت میں پھنسانا ہے۔

خلیل۔ تمھاری جان کا ضامن ہوں۔ اطمینان رکھو یہ کہکر خلیل نے زبردستی کنجی ہاتھ سے لیلی۔ اور کہا اس طرح حکم مانا جاتا ہے۔

حبشی۔ آپ کا برتاؤ بہت سخت ہے۔

خلیل۔ بس زیادہ بک بک کی ضرورت نہین۔

حبشی گھبرایا ہوا تھا۔ جسم پر لرزہ سوار تھا۔ خلیل نے کہا کیون ہول کھا رہا ہے کہہ تو دیا ساری ذمہ داری میرے سر ہے۔

حبشی کو ان باتون سے بھروسا ہو گیا۔ خلیل نے دروازہ کی جانب اشارہ کیا اسی دروازے سے باغ کو راستہ نکل گیا تھا اس دروازہ مین آہنی کیل لگی ہی تھی۔ سطح زمین سے جڑا ہوا تھا۔ حبشی نے کیل زور سے دبائی۔ کیل ایک انچہ اندر کی جانب پیوست ہو گئی۔ اب اوس نے جھک کر اسمٰعیلیہ کے کمرے کا دروازہ کھلا جس کی آواز نے ان سب کو چونکا دیا۔

حبشی۔ (گھبرا کر) پاشا آتا ہے۔

اتنے مین پاشا کو اسمٰعیلیہ سے یہ کہتے ہوئے سنا۔ پیاری! جو خواب دیکھا اوس سے سخت پریشان ہون۔ میرا دل بول رہا ہے خزانے پر کوئی نہ کوئی آفت آگئی۔ چلو خزانہ دیکھ لین خلیل نے باریک آواز سے حبشی کے کان مین کہا جس طرح دروازہ بند تھا بند کر دے اور کچھ خوف نہ کھا۔ تیری جان میرے اختیار مین ہے۔ مجھ پر بھروسہ رکھ۔ اور میرے حکم پر عمل کر۔

یہ کہکر خلیل یوکس کو ساتھ لئے آگے بڑھا۔ حبشی نے دروازہ کھینچکر دروازہ بند کر دیا۔ ادھر اسمٰعیلیہ نے پاشا سے کہا خزانے سے اطمینان رہے مسرور حبشی ایماندار آدمی ہے۔

پاشا۔ مین ضرور جانچ کرونگا۔

یہ کہکر پاشا آگے بڑھا۔ اسمٰعیلیہ پیچھے ہو لی۔ مسرور حبشی بہر استقبال آگے بڑھا۔ پاشا نے پوچھا۔ تیری تلوار کہان ہے۔ مسرور نے معافی مانگی عرض کیا میری کمر مین ہے۔ اسمٰعیلیہ نے اوسکی سفارش کی پاشا تلوار تانے حبشی کے کمرے مین آیا۔ دیکھا شراب کی بوتلین خالی لنڈھکی ہوئی ہین۔ جھوٹے برتن پڑے ہوئے ہین۔ پاشا نے کہا یہ نابکار ضرور باغ مین گیا اور چیزین چوری کر لایا۔ مسرور نے سہمی نگاہ سے اسمٰعیلیہ کی طرف دیکھا اور پاشا کے قدمون پر گر پڑا۔ اسمٰعیلیہ نے پاشا سے کہا۔ آمنہ روز اس کا کھانا دے جاتی ہے۔ تعجب نہین یہ چیزین وہی دے گئی ہو۔

پاشا۔ اگر یہ حرکت آمنہ کی ہے تو اوسے سزا ملنی چاہیئے۔ مگر مسرور شرابی ہو گیا۔

اسمٰعیلیہ- (نرم آواز سے) سچ تو یہ ہے کہ میں نے بھی بار بار دو ایک جام شراب کے پلا دیئے ہین-

پاشا- ایسا نہین کرنا چاہیئے خیر- تیری مہربانی تھی- قصور اس کا تھا کہ اس نے شراب لینے سے انکار نہین کیا- قسطنطنیہ پہنچکر اس غلام کو فروخت کرڈالونگا-

پاشا نے مسرور سے کنجی طلب کی- مسرور پاشا کے قدمون سے سر نہین اٹھاتا- نہ جواب دیتا ہو

اسمٰعیلیہ بولی- مسرور! تو کچھ سنتا ہو- کنجی دیدے اور معافی مانگ-

حبشی- (آہستہ سے) کنجی گم ہوگئی-

اسمٰعیلیہ- شاید نشے مین کہین گرگئی-

پاشا- او بدنصیب جلد تلاش کر-

مسرور- حضور! تلاش کرتے کرتے عاجز ہوگیا- ملتی نہین-

پاشا نے طیش مین بھر کر تلوار کھینچ لی- اسمٰعیلیہ نے ہاتھ روک لیا اور کہا- اسے ردّ و بدل عوض نہ لیجئے- پاشا نے تلوار جھکالی- اور مسرور سے کہا- ابھی جلادون کو بھیجتا ہون تیرا کام تمام کردینگے-

اسمٰعیلیہ نے پھر سفارش کی- یہ اپنے حواس مین نہین ہے- اسے کچھ وقت دیجئے- جب ہوش و حواس بجا ہونگے کنجی تلاش کرلیگا-

پاشا- خیر تمہاری سفارش سے وقت دیتا ہون- (مسرور سے) یاد رکھ اگر تو نے صاف صاف کیفیت نہ بیان کی تو تیری لاش باسفورس کی مچھلیون کی خوراک بنائی جائیگی-

پاشا باہر کمرے سے نکلا- قفل لگا دیا- اسمٰعیلیہ سے بولا جب تک خزانہ نہ ملاحظہ کرلونگا نیند نہ آئیگی-

خلیل لوکس زینے پر دبکے ہوئے باتین کر رہے تھے- خلیل نے جب خزانے کا نام سنا تو زینے سے جھانک کر دیکھنے لگا- اسمٰعیلیہ زینہ مین اترتے ہوئے گول دروازہ تک پہنچ گئی- پاشا نے آہنی کیل دبائی- اور دروازہ کھول کر اسے دیکھنے لگا- اسوقت اسمٰعیلیہ کے چہرے کا رنگ فق تھا متغیر تھا- وہ ہاتھ اٹھا کر پاشا کو اس غار مین ڈھکیل دینے کا ارادہ کررہی تھی- خلیل چاہتا تھا پاشا کو ہوشیار کردے- اتنے مین پاشا خوش ہوکر کھڑا ہوگیا- اور بولا الحمد للہ کا شکر خزانہ بدستور جون کا تون ہے کوئی نقصان نہین ہے- اسمٰعیلیہ بھی ہوشیار ہوگئی ہاتھ کھینچ لیے- اور چہرے سے وہی بھولا پن ظاہر ہونے لگا- دل تھامے پاشا نے بدستور دروازہ بند کردیا-

اسمٰعیلیہ سے کہا۔ اب چلو آرام کریں۔

جب خلیل نے دیکھا پاشا اور اسمٰعیلیہ کمرے میں داخل ہو گئے۔ تو کس سے کہا۔ آج کی واردات جو لین سے مت کہنا اور پھر رات آتے ہی کمرے تک پہونچا دیا۔ دروازہ بند کر کے واپس آیا اور حبشی کی کنجی سے اس نے دروازہ کھولا۔ جو باغ کی جانب کھلتا تھا۔ خلیل نے باغ کی طرف نظر دوڑائی۔ کچھ دکھائی نہ دیا۔ خلیل آگے بڑھا کچھ دور آگے بڑھ کر اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا گول بکس نکالا۔ اسے کھولا دو چھوٹے چھوٹے تھیلے نکلے۔ خلیل نے ایک تان کر پھینکا وہ مثل بندوق کی گولی کے ہوا میں سنسناتا ہوا اور [illegible] زمین پر گرا اور پھٹ گیا۔ آواز کے ساتھ ہی دھواں اٹھا ہو گیا۔ کچھ منٹ بعد ایک جانب سے ایک شخص [illegible] سرور حبشی تھے نظر پڑا۔ جب خلیل کے نزدیک پہونچا سلام کیا۔ خلیل نے اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا اور پھر اسی چور دروازے سے ہو کر سرور حبشی کے کمرے تک پہونچ گیا۔ سرور نے کہا۔ میں نے وعدہ کیا تھا کہ ضرور تجھے قیمت تجھے مرد دونگا۔ تو کم شدہ کنجی کا پتہ بتا۔ یہ جواب نہیں دے سکتا۔ اگر تو نے بیان قیام کیا تو لامحالا تیری جان کا خطرہ ہے۔ بہتر ہے ہمارے آدمیوں کے ہمراہ بھاگ جا۔ یہ تجھے محفوظ جگہ پہنچا دیں گے جہاں تو اطمینان سے [illegible] سکیگا۔

یہ سنکر سرور اس آدمی کے ہمراہ ہو لیا جس کے ساتھ دو [illegible] تھے۔ درحقیقت یہ شخص خلیل کا ملازم تھا۔ نام صادق تھا۔ [illegible] سرور کیونکہ [illegible] بیان کا [illegible] کی بات نہیں [illegible] ہو گئی اور [illegible] سے [illegible] کریں ہے۔

سرور [illegible] غلام صادق کے ہمراہ ہو لیا [illegible] صادق کے کان [illegible] بات کی جسے حبشی سمجھ نہ سکا۔ صادق سب چور دروازے سے باہر نکال لایا۔ اور دروازہ اندر سے بند کر لیا ادھر اسمٰعیلیہ پاشا کو [illegible] سمجھا کر بستر سے اٹھی [illegible] کمرے میں آئی دیکھا دروازہ کشادہ ہے۔ حبشی کا پتہ نہیں۔ اسمٰعیلیہ غور میں پڑ گئی۔ دروازہ کس نے کھولا۔ سرور کہاں غائب ہو گیا۔ ممکن ہے آمنہ کی کارروائی ہو مگر شب کی باتوں سے بالکل وہ واقف نہیں۔ اسی فکر میں غلطاں اپنے کمرے میں واپس آئی۔ پاشا کے پاس لیٹ رہی۔ مگر اسے شب بھر نیند نہیں آئی دو گھنٹے کے بعد پاشا اٹھا۔ صبح ہو گئی تھی۔ پاشا بولا اس وقت سرور حبشی سے کنجی کی بابت باز پرس کرونگا۔ [illegible] کے بعد پاشا حوائج ضروری سے فارغ ہو کر چلتا ہوا۔

ادھر اسمٰعیلہ نے آمنہ کو طلب کیا اور اس سے حبشی کے روپوش ہو جانے کی کیفیت پوچھی وہ بیچاری کیا جانتی - اس نے کہا یہ کام انسان کا نہیں - کسی شیطان دیوزاد کا ہے

اسمٰعیلہ - خیر جانے دو - مجھے کپڑے پہنا دے - پاشا آتا ہوگا

اتنے میں تین حبشی غلام ساتھ لئے پاشا آیا اور اسمٰعیلہ سے بولا کہو ساتھ چلو رات کی باتیں یاد ہیں -

اسمٰعیلہ - میں نے اس ہی لیے اسکی سفارش کی تھی - کہ اسوقت وہ صاف جواب نہ دیگا - اگر شافی جواب نہ دے سکا تو ضرور سزایاب ہوگا -

پاشا باہر سے نکلا - آمنہ بھی ساتھ ہولی - بڑھکر مخملی پردہ کھسکایا - پاشا - اسمٰعیلہ - آمنہ تینوں ہستیاں مسرور (؟) کوٹھری کے دروازے پر کھڑی ہو گئیں - اسمٰعیلہ نے اول حبشی کے کمرے کا دروازہ بند کر دیا تھا اب کھولا - پاشا نے حبشی کو آواز دی مسرور جلد نکل اور شتاب جواب دے -

آمنہ - (دبی آواز میں) بڑا نمک حرام غلام ہے نہ باہر نکلتا ہے نہ جواب دیتا ہے -

پاشا نے اپنے ہمراہی دوسرے حبشی کو اشارہ کیا وہ مسرور کو اندر سے کھینچ لائیں - دونوں حبشی اندر جاکر ادھر اُدھر کمند نظر پھینکنے لگے پاشا بھی طیش میں بھرا ہوا اندر گھس آیا - حبشی کا پتہ نہ تھا آمنہ اور اسمٰعیلہ بھی ایک دوسرے کا منہ حیرت سے دیکھنے لگیں -

اسمٰعیلہ - یہ کسی ساحر کا کام ہے -

آمنہ - نہیں بیوی! کسی دیوزادہ کی حرکت ہے -

پاشا - واللہ! کسی دغاباز مفسد کا جال پھیلا ہوا ہے یہ کہکر پاشا شمشیر آبدار بلند کیے کمرے سے باہر آیا - اسمٰعیلہ نے الفت سے گردن میں ہاتھ حمایل کر دیے اور کہا - آپ کا خیال کس پر شک کھاتا ہے کس کے ساتھ مسرور بھاگ گیا -

پاشا - میں نہیں سمجھتا کس کا کام ہے -

پھر پاشا نیچے اترا - باغ کا دروازہ بدستور بند پایا - آمنہ اور دونوں حبشیوں سے کھسک جانے کا اشارہ کیا - جب تنہائی ہوئی پاشا نے دروازہ کھولا - اور جھک کر خزانہ دیکھا - کوئی بات خلاف قرینہ نہیں دیکھی - اسی لئے کسی طرح کا شک نہ ہوا - پاشا نے دروازہ بند کر دیا - اسمٰعیلہ سے کہا - شاید یہ کام خلیل وغیرہ کا ہو - کیونکہ ان سب کے کمرے قریب ہیں

اسمٰعیلیہ۔ مگر وہ چور دروازہ سے تو واقف نہین۔ اور سرور کو بھگا دینے سے اُس کا فائدہ ہی کیا تھا۔

پاشا۔ مگر یہ صاحب جرأت و شوکت اور بہر شریف خاندان معلوم ہوتے ہین۔

اسمٰعیلیہ۔ آخر کب تک افسوس کرتے رہوگے۔ چلو اس وقت باسفورس کی سیر کرین۔

پاشا نے منظور کیا اور بجائے سرور کے دوسرا حبشی خواجہ سرا تب تکی پر مقرر کیا۔ وہ اسمٰعیلیہ کی آوارگی اور اُسکی حرکتون سے بالکل نابلد تھا۔

اسمٰعیلیہ بہت ہی خوش تھی۔ کہ دریائی سیر مین خلیل وغیرہ سے باتین کرنے کا موقع ہاتھ آئے گا۔

باب چودھوان

اُسی وقت انتظام ہو گیا۔ پاشا اسمٰعیلیہ۔ گلنار۔ شیرین۔ زلیخا۔ خلیل۔ جولین۔ لوکس وغیرہ کو ہمراہ لئے بڑے کمرے مین آیا۔

پاشا۔ (خلیل وغیرہ سے) اسوقت باسفورس کی سیر کا ارادہ ہے مگر مناسب ہوگا کہ یہان سے آپ کشتی پر سوار نہون کیونکہ دنیا کی نگاہین بڑی تیز ہین۔ (کھڑکی سے سر نکالکر) وہ دیکھیے لوگ کشتیون پر سوار ہو رہے ہین۔ آپ بھی چلے جائین۔ مین سیر گاہ مین پہونچکر سواری کے لیے دوسری کشتی تیار کرا دونگا۔ آپ اوس پر سوار ہوکر سیر کیجیے گا۔

تینون دوستون نے پاشا کا شکر ادا کیا۔ اور وہان سے باغ مین آئے۔ خلیل نے اپنے ہمراہی دوستون سے کہا کہ آپ عقب سے چلین۔ مین آتا ہون۔ لوکس۔ جولین۔ آگے بڑھ گئے اور خلیل اُس مقام کی طرف راہی ہوا۔ جہان گولا پھینکا تھا۔ اور اپنے ملازم صادق کو طلب کیا تھا۔ خلیل چند قدم بڑھا تھا کہ سامنے سے صادق نظر پڑا۔ اسوقت صادق کے چہرے پر زیادہ وحشت برس رہی تھی۔ خلیل نے پوچھا۔ کیون خیر تو ہے وہ بولا میرے ماں باپ بھائی بہن بخیریت تو ہین۔ مگر غلام سے ایک قصور ہو گیا ہے۔ اُس سیاہ فام حبشی کی رسائی قلعہ تک نہو سکی۔ وہ ظالم میرے دونون ہمراہیون کو مارکر چمپت ہو گیا۔ مین نے اُس کا حلیہ قسطنطنیہ کے پولیس چوکیون مین تحریر کرا دیا ہے امید ہے کہ جلد گرفتار ہو آئے۔

خلیل - یہ بڑا غضب ہوگیا - ورجینا کی فراری ستم ڈھا گئی۔ ایک کا غدر بیک کر اس کے مطابق عمل کرنا - اور کل باتون کی خبر دیتے رہنا - یہ کہکر صادق کو رخصت کر دیا - اور لوکس اور جولین کے پاس آیا یہ دونون ریت پر کھڑے انتظار کر رہے تھے - اس مقام سے پاشا کی کشتی آہستہ آہستہ بہاؤ پر آتی جا رہی تھی - مخملی شامیانہ کھنچا ہوا تھا - سنہری جھالر جھالر دے رہی تھی - وسط مین زرتار خوشنما مخملی پردے دلکشا ہے تھے پاشا اور لیڈیان تکیہ لگائے بیٹھی تھین - سب چپ کر نقاب مین روپوش تھے -

خلیل وغیرہ لب ساحل جا کے کھڑے ہوگئے - پاشا کے حکم سے کشتی لب ساحل لگا دی گئی - یہ بھی سوار ہوگئے - یہ تینون کشتی کے ایک گوشہ مین دبک کر بیٹھ رہے -

اسمعیلیہ ادھر ادھر کی باتون سے پاشا کا دل بہلا رہی تھی - اس کی خواہش تھی پاشا کا خیال [illegible] پاس نہ آنے پائے - پاشا کے اشارے سے کشتی بہاؤ پر چھوڑ دی گئی بعد ایک گھنٹے کے باسفورس ساحل جب پر فضا میدان نظر آیا پاشا نے ملاحون سے اشارہ کیا - ملاح کشتی کنارے پر لے آئے -

صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اور خوش الحان طایر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے اس شاخ سے اس شاخ پر پھدک رہے تھے - رفتہ رفتہ کشتی بہتی ہوئی اس مقام پر پہونچی جہان ایک گہری جھیل اور [illegible] اور [illegible] ایک [illegible] - یہ جھیل رومانیہ کے جنگل تک دونون کنارون کو شاداب کرتی ہوئی چلی گئی تھی -

پاشا نے کہا اچھا [illegible] - کشتی جھیل مین چھوڑ دیا گیا اب بجرا اس مقام پر پہونچا جس کے [illegible] [illegible] [illegible] وغیرہ سے ہرا بھرا درخت بہار دکھا رہے تھے مہندی کی ٹہنیان [illegible] - [illegible] تھا

حبشی غلامون نے کشتی لب ساحل لگا دی سواریان اتر پڑین شربت کے جام سے پیاس بجھائی گئی - پاشا نے فرحت سے ایک کے دو چار ساغر چڑھا لئے -

اتنے مین خلیل کی نگاہ مہندی کی ٹہنیون سے الجھتی ہوئی سی تنے پر پڑی - جسے دیکھکر وہ دیوانہ وار اسی طرف لپکا اور آن کی آن مین نگاہون سے اوجھل ہوگیا - سب دریا سے حیرت مین غرق ہوگئے یہ معاملہ کیا ہے اور [illegible] سودائی کی طرح [illegible] کی طرف دوڑا - برہنہ شمشیر علم تھی - کچھ دور [illegible] [illegible] [illegible] نے تیر کوئی [illegible] دیا - اس مقام کی ٹہنیان مخروطی دوا کی

شان دکھا رہی تھیں ہر سا نپ [illegible] نہایت خوبصورتی سے [illegible] [illegible] [illegible] ۱
بیچ میں فوارہ چھوٹ رہا تھا ہوا وساون زرین پردہ [illegible] کیسا لگ رہا تھا [illegible]
خلیل نے دیکھا ایک تین سے ادھر خوبصورت پری آبا وسا کا غنچہ کھلا ہے جو اپنی رعنائی و زیبائی کی بہار دکھا رہا ہے یہ سب حسن سے بولتے کھلونے کسی شہزادی کی لونڈیاں تھیں خلیل کو دیکھتے ہی سب جھجک پڑیں - اور چاہتی تھیں اپنے اپنے نمکین چہروں پر نقاب ڈال دیں - ادھر خلیل کے چہرے کی وجاہت ہی ایسی نہ تھی کہ کوئی حیادار اور ترس نہ پڑی - نظر رکھنے والی تھا تو ان کے ہاتھوں دیکھنے کی خواہش مند نہ ہو - خلیل ان عورتوں کو دیکھ کر حال تمام [illegible] دیکھا کچھ ایسا محو ہو گیا کہ اسے کچھ بھی خبر نہ تھی - اتنے میں اس کی نگاہ دوسری طرف کی بہ پڑی کو دور سے نظر آئی خلیل تو دہاں کر بیٹے تماشا دیکھا خلیل کی کیفیت دیکھ کر تمیں تعجب [illegible] میں سب پر حیرت طاری ہو گئی - یہ معاملہ کیا ہے - اور یہ جوان ہے کون - [illegible] یہاں کیونکر آیا - [illegible] [illegible] کے پاس پہونچا دیکھا یہ وہی شخص ہے جسے ابتدا میں دیکھا تھا وہ شخص خلیل کو پکارتا گیا - اور خلیل اس کے متعاقب دوڑا [illegible] یہی کیفیت رہی یہ جوان وہی سرور حبشی تھا جو سادق کے ہمراہ بیدن کو قتل کر گیا اور جیل بھاگ آیا تھا

جس باغ میں اس وقت خلیل کا گذر ہے - اس کا ایک حصہ خلیج باسفورس کی موجوں سے گزر رہا ہے - حبشی اتنی سرعت سے دوڑ لگا رہا تھا گویا تند ہوا پر سوار ہے - زمین پر قدم نہ پڑتے تھے - خلیل بھی سایہ کی طرح ہمراہ تھا - سرور حبشی نے دیکھا اب بچنے نظر نہیں آتی - چاہا دریا میں کود پڑے - خلیل نے آواز دی خبردار ایسی حرکت نہ کرنا میں تیری جان کا خواہان نہیں سرور نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ باسفورس میں کود کر چادر آب سر پر ڈال لی - خلیل ساحل پر کھڑا ہو رہا اس نیت سے کاش سر نکالے تو میں بھی کود پڑوں دریا کی موجیں ساکن ہو گئیں - سرور نے سر نہ نکالا - خلیل کو فکر ہوئی ایسا تو نہیں کسی پتھر سے ٹکرا کر جان تسلیم ہو گیا خلیل نے اپنی تلوار میان میں کر لی - چاہتا تھا پلٹ پڑے - اتنے میں چند سوار شمشیر برہنہ علم کئے خلیل کی جانب بڑھتے نظر آئے -

یہ سوار قریب قریب بیس نفر تھے ان سب کا جو افسر تھا آگے بڑھا اسکی پیشانی کشتی تھی چہرہ پر غیظ و غضب کے آثار نمایاں تھے - اور انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ نہایت بے درد بے رحم اور سنگدل ہے - خلیل نے اس کی کچھ پروا نہ کی - سمجھ گیا اس اجنبی باغ میں آجانے اور تھوڑا تو کچھ

گھورنے کی سزا دینے آیا ہے۔

خلیل نے ہر چہ بادا باد کہکر تقدیم کی اور قریب ہو کر بیباکی سے پوچھا۔ کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں۔ مین نے دیدہ و دانستہ غلطی نہین کی۔ صاف کہے دیتا ہون۔ کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ اسوقت مجھے کس صاحب دولت سے باتین کرنے کا فخر حاصل ہے۔

افسر۔ مین رامی پاشا ہون۔ کہو کیا کہا چاہتے ہو۔

خلیل۔ میرے خیال مین آپ قسطنطنیہ کے کوئی مشہور جنرل ہین۔

یہ کہکر خلیل نے باغ مین جانا۔ کنیزون پر نگاہ ڈالنا مسرور کے دنبال مین روانہ ہوتا۔ باسفورس کے ساحل تک پہونچنا۔ کل کیفیت بالتصریح بیان کردی۔

رامی پاشا۔ یہ کل باتین قابل اعتبار ہین۔ مین نے بھی حبشی کے دنبال مین دوڑتے تمکو دیکھا تھا تمھارا فعل اچھا نہ تھا۔ خیر۔ تم اپنے نام اور پتے سے آگاہ کرو۔

خلیل۔ مین دو ایک لفظ تنہائی مین گوشگزار کیا چاہتا ہون پاشا نے منظور کیا۔ خلیل نے اس کے کان مین کچھ کہا۔ اور ساتھ ہی وہ اُنگلی اپنے لبون پر رکھی جس مین طلسمی انگشتری اپنی شان دکھا رہی تھی۔

پاشا پر طلسمی انگشتری اور خلیل کی بات سے حیرت چھا گئی۔

خلیل نے کہا۔ اب زیادہ گفتگو کا وقت نہین ہے۔ تو معہ سوارون کے واپس جا اور مین نے جو ہدایت کی ہے اسپر عمل کر خبردار میری بات کا اظہار نہونے پائے۔ یہ کہکے خلیل وہان سے کھسک آیا۔ اور اُس جگہ پہونچا جہان دل تابان۔ زلیخا۔ اسمٰعلیہ۔ شیرین۔ گلنار۔ نوکس جولین وغیرہ زانو توڑے بیٹھے تھے۔

خلیل نے آتے ہی سب کی بے چینی مٹادی اُن سے کہدیا ان ٹیلون مین ایک اژدر سیاہ کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ مین نے دوڑکر مارنا چاہا۔

اسمٰعلیہ۔ گلنار۔ شیرین اژدر خونخوار کے نام سے تھرّا گئین۔ مگر زلیخا تاڑ گئی اصل بات کچھ اور ہی ہے۔

پاشا۔ پھر کیا ہوا۔

خلیل۔ پانی مین غوطہ لگا گیا۔

اسمٰعلیہ۔ یہ خطرناک مقام ہے۔ یہان ٹھہرنا مناسب نہین۔

پاشا نے نوجوان کو حکم دیا کہ [illegible]

باب پندرھوان

کشتی چادر آب پر چلی جاتی تھی۔ تینوں جوان [illegible] پاشا [illegible] پر [illegible]
بیٹھے ایک خوشنما باغ کے کنارے پہونچی اس باغ میں ایک [illegible]
پاشا اور اس سے پیار ربط ضبط تھا۔ اس باغ کی [illegible]
جھونکا کھاتے تھے۔ سنگ مرمر کے حوض میں فواروں کے چادر [illegible] پانی [illegible] موتیوں کی
طرح برس رہے تھے۔ ہمراہیوں کا شوق دیکھ کر پاشا کے اشارے سے کشتی کنارے [illegible]
سواریاں اتر پڑیں۔ ایک غلام پاشا کا فرشی [illegible] [illegible] اپنے [illegible]
میں آرام سے بیٹھ کر حقہ پینے لگا اور سب [illegible] تم [illegible] آزاد [illegible] شاہ [illegible]
کر دیا۔ اور کہا۔ میں تمہارے آفتاب میں سیر کرنے نہ جاؤنگی۔ زلیخا [illegible] اور سب باغ کی سیر کو چلے
گئے۔ اسمٰعیلہ گلنار اور شیرین نے چہروں پر نقاب ڈال لیں اور [illegible] آگے بڑھ گئیں
جب گنجان درختوں کے جھرمٹ میں پہونچی اور پاشا کی نگاہوں سے دور ہو گئیں۔ تو اسمٰعیلہ خلیل کو لئے
ہوئے [illegible] رہا۔ خلیل نے اسی خیال سے زلیخا کو جانے سے [illegible] تھا۔ اسمٰعیلہ کو
بات کرنے کا موقع ملا۔ گلنار اور شیرین نے بھی اپنے اپنے [illegible] سے دل کے ارمان نکالے۔ اسمٰعیلہ
اور خلیل مہندی کی ٹٹیوں میں دیکھے بیٹھے تھے اسمٰعیلہ نے نقاب چہرے سے اتار کر سجیدہ [illegible]
اور پیار سے خلیل کی طرف نظر ڈال کر کہا۔ دلبر جانی! [illegible] میرے منصوبے [illegible]
ہو گئے۔ میں سمجھی تھی اس سیر میں مجھ سے ملنے کا موقع نہ ملیگا۔ [illegible] بہت کچھ کرنا ہے۔
خلیل نے جواب دیا۔ دلربا! میری بھی یہی خواہش ہے۔ اسمٰعیلہ نے فرط جوش سے خلیل کو سینے
سے لگا لیا۔ اور بیتاب ہو کر پوچھا۔

کیا دراصل تو مجھے دل سے پیار کرتا ہے؟ خلیل نے کہا۔ کیا تجھے خیال نہیں ہے کہ
زلیخا سے کس طرح میں نے آنکھ پھیر لی ہے۔

اسمٰعیلہ۔ ضرور ضرور میں خوب سمجھتی ہوں کیا تو نہیں جانتا کہ اپنے عاشق صادق کے ہر کلام سے
محبت کی بو ٹپکی نکلتی ہے۔ پیارے۔ آ تیرا علیحدہ رہنا مجھے بہت شاق گذرتا ہے۔ دل چاہتا ہو

ہر گھڑی ہر ساعت تیرے سینے سے چپٹی رہوں۔

زلیخا۔ یہ ممکن نہیں۔

اسمٰعیلیہ۔ ممکن کیوں نہیں۔ کیا تمہارے پاس دولت نہیں ہے خدا نے سب کچھ دیا ہے پھر کیوں ہراس ہے۔ میں تمہارے پاس بہت آرام سے رہوں گی۔

خلیل۔ اسی سبب سے نہیں۔ کوئی دوسرا ہی سبب ہے۔

اسمٰعیلیہ۔ سمجھ گئی مگر یاد رکھو میں کسی کے تابع میں نہیں۔ پیارے خلیل؟ شوہر کبھی اپنی عورتوں کا خیال نہیں رکھتے۔ اپنی عورتوں کو محل میں بند کر دیتے ہیں اور خود دوسری عورتوں سے گل چھرے اڑاتے رہتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے پاشا سے اور مجھ سے نہیں بنتی ہے۔ اسمٰعیلیہ پھر خلیل کے سینے سے چمٹ گئی۔

خلیل۔ اب تک مطلب نہیں سمجھا ذرا صاف کہو۔

اسمٰعیلیہ۔ پاشا کے خزانے میں جو کچھ ہے مجھے معلوم ہے۔ بلکہ میرے ہاتھ میں ہے۔ اور پاشا کی جان لے لینا میرا دستور ہے۔

خلیل۔ کیا تم میرے لیے پاشا کی جان لینے کے لئے تیار ہے۔

اسمٰعیلیہ۔ تیرے لیے سب کچھ کر سکتی ہوں۔

خلیل۔ کیا زہر سے کام نکل سکتا ہے۔

اسمٰعیلیہ۔ پھر بھی گرفتار ہونے کا خوف ہے

خلیل۔ نہیں زہر سے بڑی آسانی سے کام نکل آئیگا۔ اور میں ایسے کو جانتا ہوں وہ دولت دیدوں گی جس کا امکان اور خیال میں بھی نہیں۔

خلیل۔ جو تم کہو گی کرونگا۔ یہ بتاؤ اب کب تک بات کا موقع ملیگا۔

اسمٰعیلیہ۔ آمنہ کی زبانی کہلا بھیجوں گی تم زہر بنانے میں جلدی کرنا۔ اگر موقع ملا تو آج ہی شب کو زہر دیدوں گی۔

خلیل۔ دیر ہو گئی ہے پاشا یہاں آنہ جائے اور تنہائی میں باتیں کرتے دیکھ کر شک نہ کرے۔

اتنے میں لوگوں کا شور وغیرہ آتے دکھائی پڑے۔ خلیل اسمٰعیلیہ بھی علیحدہ ہو

بڑھتے ہوئے اُن سے جا ملے۔ اینڈریون کا جمگھٹ بھی فراماں خراماں آ رہا تھا۔ جولین وغیرہ اور کئی جوان پاشا کے بنگلے کی جانب روانہ ہوئے۔ بنگلے کے پاس پہونچکر دیکھا پاشا بیخبر سو رہا ہے۔ لیکن زلیخا غائب ہے۔

باب سولھوان

زلیخا کے غائب ہونے سے سب متحیر و پریشان تھے۔ حسن آفندی کی سوجھبوجھ نے یہی خلیج میں غوطہ زنی پر مجبور کیا ہے۔ یہ مقام اس جگہ سے قریب سو گز کی مسافت پر تھا۔ یہ خیال آتے ہی سب لوگ پاشا کو اس حالت میں چھوڑ کر کشتی کی جانب بڑھے وہ سمجھتے تھے کہ خوبصورت شامیانے کے نیچے تکیوں کے سہارے زلیخا استراحت کر رہی ہوگی۔ مگر وہاں وہ نہ تھی۔ خادموں سے استفسار کرنے پر معلوم ہوا اُس کا سایہ بھی یہاں نہیں آیا۔

گلنار۔ (گھبرا کر) ہائے کیا میری بہن پر کوئی آفت آگئی۔

شیرین۔ چلو تلاش کریں۔

اسمٰعیلیہ۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ باغ کی سیر پر ہم لکھا رہی ہوگی۔

سب گھبرائے ہوئے پھر بیچول بنگلہ کی طرف دوڑے۔ پاشا کی بھی آنکھ کھل گئی تھی مضطرب پریشان پاشا سے پوچھا کیا زلیخا اس بنگلہ میں ہے۔ ؟

پاشا۔ یہاں وہ نہیں ہے۔ افسوس میری پیاری بھتیجی کیا ہوئی۔ کرسی پر بیٹھی مجھ سے باتیں کر رہی تھی۔ اتنے میں میری آنکھ لگ گئی۔

خلیل۔ میں نہیں سمجھتا آخر وہ گئی کہاں۔ آفتاب کی تپش سے وہ گھبرا گئی تھی۔ اور اسی وجہ سے اُس نے ہمارے ساتھ چلنے سے انکار کیا آئیے ہم سب ملکر اسکی تلاش کریں۔

اسمٰعیلیہ کو خلیل کی ان باتوں سے کچھ رشک ہوا۔ بولی ابھی نہیں نہیں زیادہ پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں۔ وہ ابھی واپس آتی ہوگی۔ خلیل کو کس عجلت میں زلیخا کی تلاش میں باہر نکلے۔

اب ہم زلیخا کا کچھ حال حوالہ قلم کرتے ہیں اور دیکھنا چاہتے ہیں۔ زلیخا کہاں گئی جب پاشا بیخبر سو گیا۔ زلیخا دم بخود کسی فکر میں پڑ گئی اتنے میں پاس کی جھاڑیوں سے

کھڑکھڑاہٹ کی صدا آئی اسنے اِدھر اُدھر پیک نظر سے کام لیا کچھ دکھائی نہ دیا۔ پھر یہ اپنے خیال میں محو ہو کر گانے لگی۔ اتنے میں پھر آواز آئی۔ اب کی دفعہ یہ چونک کر اٹھ کھڑی ہوئی اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ کچھ بھی نہ معلوم ہوا پھول بنگلے سے باہر آئی۔ یکایک کوئی زبردست مضبوط ہاتھ اُس کی کلائی پر پڑا اور دوسرے ہاتھ نے اُس بیچاری کا منہ بھی بند کر دیا وہ چیخ بھی نہ سکی۔ مظلوم زلیخا بسبب خوف بیہوش ہو گئی۔ وہ زبردست آدمی زلیخا کو باسانی اُٹھا لیگیا۔ درختوں کی گھنی اور پھیلی ہوئی شاخوں نے اور اون کی نگاہ کو اُس تک پہونچنے نہ دیا۔

لوکس۔ جولین اور خلیل اپنی اپنی معشوقہ کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے فاصلے پر تھے۔ وہ آدمی سب کی نظروں سے بچتا ہوا باغ کے کنارے جھاڑیوں میں گھس گیا۔ زلیخا کو سبزہ زار پر لٹا دیا۔ اتنے میں زلیخا کی آنکھ کھل گئی۔ اُسنے دیکھا ایک سیاہ فام مسٹنڈا حبشی روبرو کھڑا ہوا ہے۔ زلیخا اُٹھ بیٹھی اور لگی خوشامد کرنے۔ اب مجھے چھوڑ دے کیوں جان کا خواہاں ہو رہا ہے۔ حبشی کے پسینہ پانی سے تر تھے معلوم ہوتا تھا ابھی دریا سے نکلا ہے۔ یہ حبشی وہی مسرور تھا زلیخا اُس سے شناسا نہ تھی۔ زلیخا نے اوس کا نام اور اُٹھا لانے کا سبب پوچھا اُس نے کہا میرا نام مسرور ہے۔ اور میں آزاد شدہ پاشا کا غلام ہوں۔

زلیخا۔ او بے ادب غلام اپنا تو بچا جان کے پاس سے بھاگ آیا۔

مسرور۔ ہاں۔ میری جان لینے کی فکر کی گئی تھی۔ اے زلیخا! کیا تم میں میری بیوی بننے سے انکار ہے۔

زلیخا چیخکر بھاگنا چاہتی تھی کہ حبشی نے اُس کی نازک کلائی تھام لی۔ اور غصے سے کہا تو میرے ہاتھ میں ہے۔ تیرا بھاگنا بیکار ہے۔

زلیخا۔ کیا تجھے اپنی گرفتاری کا خوف نہیں۔

حبشی۔ میں اس کی پروا نہیں کرتا۔ خوبصورت زلیخا ضرور میری زوجہ بنے گی۔ اور جو نوبت اُس کے بدلے پہونچے میری زندگی کے لئے کافی ہیں۔ پانچ منٹ کی مہلت دیجاتی ہے۔ اپنے نیک و بد کا فیصلہ کر لے۔

زلیخا۔ دور ہو۔ پاجی۔ نمک حرام۔ مجھے ایسی زندگی سے مرنا بہتر معلوم ہوتا ہے۔ یہ کہکر اُسنے اپنے ہاتھ کو جھٹکا دیا۔ اتفاق سے ہاتھ چھوٹ گیا۔ زلیخا جھاڑیوں کی طرف بھاگی۔ حبشی

اسکے پیچھے دوڑا ۔ اتفاق سے ایک پتھر کی ٹھوکر کھا کر گر پڑا ۔ زلیخا آنکھوں سے اوجھل ہوگئی ۔ وہ دوڑتی ہوئی ایک موڑ پہ پہونچی ۔ سامنے میدان میں ایک خوشنما عمارت کھڑی ہوئی تھی ۔ بنگلہ کے چاروں طرف باغ تھا ۔ زلیخا کے بدن میں جان آئی ۔ دیکھا بنگلہ کا دروازہ کسی کے دیدۂ انتظار کی طرح کشادہ ہے ۔ زلیخا اندر آئی ایک اور کھلا ہوا دروازہ نظر پڑا یہ فکر میں تھی کیا کرنا چاہیے کہ دفعتہً ایک آواز دہشت کمرے سے آئی ۔ کوئی کہہ رہا ہے "اے آنکھوں میں روشنی ڈال لینے والے خوبصورت جوان مجھ سے دور نہ بھاگ ۔ تو تو یا مقام پہ کھڑا ہے ٹھہرا رہ ۔ میں تیری قبول صورت اچھی طرح دیکھنا چاہتا ہوں ۔ تیری نرگسی چشم میں جادو ہے خوبصورت شخص کیا تو خدا کا فرشتہ ہے ۔ کیا تو اپنے ہمراہ باغ رضوان کی سیر کرانے آیا ۔ اہاں میں دیکھتا ہوں کہ تو مجھے زمین سے اٹھا رہا ہے .... اسوقت باغ نعیم کے شگفتہ گلوں سے میرا دماغ معطر ہے ۔

اہاہا بس تیزی کے ساتھ ہوا کے پہلو میں جا رہا ہوں ۔ تیرے گیسوئے عنبرین اس ہوا پہ عطر پاشی ہیں ۔ دیکھ اسوقت میں کیسا سبک ہوں اور کس طرح ہوا میں پرواز کر رہا ہوں ۔ زمین سے کس قدر بلندی پہ پہونچ گیا ۔ قسطنطنیہ کی تمام بستی میرے زیر قدم ہے ۔ اس کے لمبے مینار خوشنما زمین پر جنبش کرتے محسوس ہو رہے ہیں ۔ خلیج اسفورس ایک چھوٹا سا دریا معلوم ہوتا ہے ۔ شاہی باغات چھوٹی چھوٹی کیاریاں ہیں ۔ آواز پھر دیر کے لیے بند ہوگئی زلیخا دروازہ کے پاس سہمی ہوئی کھڑی تھی پھر آواز آئی ۔

دیکھ اب ہم کتنی بلندی پہ پہونچ گئے ۔ اے خوبصورت بندے دنیا کے تمام کثیف دلدل اور اور گندی ناپاک ہوا سے بچا لینے کا کیا شکریہ ادا کروں ۔ کسی کی آواز میرے کانوں میں آ رہی ہے ۔ اس میں تو بھی شریک ہے ۔

اہاہا ۔ کیسی شیریں گفتار ہے ... میں بہشتی خطے کے قریب پہونچ گیا ۔ دفعتہً پھر آواز بند ہوگئی زلیخا حیرت استعجاب میں غرق تھی ۔ یا الٰہی کیا معاملہ ہے ۔ آہستہ آہستہ قدم بڑھا کے کمرے میں جھانک کر دیکھا دو حبشی غلام زیر پلنگ سو رہے تھے اور ایک شخص پلنگ پر دراز تھا ۔ زلیخا مبہوت کھڑی تھی ۔ اتنے میں ایک غلام نے اسے دیکھ کر ہونٹوں پہ سیدھی انگلی رکھی ۔ زلیخا دم بخود اور آگے بڑھی ۔ قریب پہونچ کر جب اسکی نظر بے پلنگ سے ٹھوکر کھائی تو بچھا اٹھی ۔ شور [illegible] غلام نے شور کرنے سے [illegible] دیا [illegible] ۲۵ [illegible] سال سے

کچھ زیادہ تھی چہرہ مہیب تھا۔ دایان ہاتھ جس مین بجز استخوان کے گوشت کا نام نہ تھا بجائے تیغے کا کام دے رہا تھا اور بائین ہاتھ کی خشک انگلیان پٹی سے لٹک رہی تھین۔ آنکھین حدقۂ چشم سے نکلی پڑتی تھین۔ چہرہ بالکل سفید خون کی چھینٹ نہ تھی۔ گال پیچ ہڈیان نکلی ہوئی معلوم ہوتا تھا ہڈیون پر جھلی منڈھی ہوئی ہے زلیخا یہ کیفیت دیکھکر پچھلے پانون واپس پھری۔ اور غلام کو اپنے ساتھ باہر آنے کا اشارہ کیا۔ غلام اُٹھکر زلیخا کے پاس آیا۔ اور دست بستہ ہوکے بولا ارشاد فرمایا مین آپکی کیا خدمت کرسکتا ہون۔

زلیخا۔ مین دل تابان پاشا کی ممنون و دختر ہون۔ پاشا اپنے شفیقون کے ساتھ باغ مین گشت لگا رہے ہین۔ مجھے اُنکے پاس پہونچادو۔ تنہا جانے سے خوف معلوم ہوتا ہے جنگل کا واسطہ ہمت نہین پڑتی۔

غلام۔ بغیر استمزاج آقا ہم لوگ ٹل نہین سکتے۔ جب تک بیدار نہونگے۔ جانا محال ہے

زلیخا۔ آخر کب تک بیدار ہونگے۔

غلام۔ دو ایک گھنٹے مین۔

زلیخا۔ میرے تو تمام رشتہ دار میرے لیے پریشان ہونگے۔ اور خدا جانے تمھارے آقا کی آنکھ کب کھلے۔ اُس کی حالت بہت خراب ہورہی ہے۔

غلام۔ کیا آپ ابھی تک نہین سمجھین ہمارے مالک کون ہے۔

زلیخا۔ نہین۔

غلام۔ ہمارا مالک افیونی ہے۔ اور قریب قریب اُس نے اپنی نصف عمر اسی نقلی بہشت مین گذار دی ہے۔

دفعتہً پشت پر کسی کے پانون کی چاپ سنائی دی۔ زلیخا نے دیکھا میان خلیل آرہے ہین آنکھ چار ہوتے ہی دونون گلے ملے۔ زلیخا نے کل ماجرا سنا دیا۔ پھر دونون وہان سے روانہ ہوے۔ خلیل سمجھتا تھا مسرور حبشی ڈوب گیا ہوگا مگر زلیخا کی زبانی کیفیت سنکر اُسے پھر فکر پیدا ہوگئی۔ دونون خرامان خرامان دل تابان پاشا کے پاس پہونچے۔ اسمٰعیلیہ بھی بیٹھی ہوئی تھی۔ زلیخا کی صورت دیکھکر سب بشاش ہوگئے۔ چہرون پر بحالی آگئی۔ لیکن اسمٰعیلیہ کے دل مین آتش رقابت بھڑک اٹھی۔ زلیخا نے اپنی سرگذشت پاشا کو سنائی۔ پاشا کو مسرور پر بہت غصہ آیا۔ آخر سب لوگ کشتی پر سوار ہوکر گھر کی طرف روانہ ہوے۔ القصہ سب یاران

طریقت دل تابان پاشا کے دولتکدے سے برداردہ ہوئے۔ محل میں پہونچکر لیٹنے اپنے کمرے میں داخل ہوگئے خلیل نے تنہائی میں پاشا سے کہا۔ میرے آقا اگر میں یہ کہوں کہ آپکی ملکہ کا دل چلبلا ہے تو آپ باور کرینگے۔

پاشا۔ کیون آپ مذاق کرتے ہیں؟

خلیل۔ پیر مرشد یہ وقت مذاق کا نہیں ہے۔ آپ ذرا توقف فرمائیں تو میں کل چشم دید ماجرا آپ کو سنا دونگا۔

پاشا۔ قسم خدا کے پاک کی کیا حال ہے تمھاری گفتگو سے پریشانی بڑھ گئی۔

خلیل۔ خدا نما آپ یقین مانیں میں بجز زلیخا کے کسی دوسرے سے محبت نہیں کرتا اور آپ یہ سنکر خبر بھی نہیں کہ آپ کی اسوقت زوجہ محترمہ (بی بی اسمٰعیلہ) کے کمرے میں جانیوالا ہون

بے ادب۔ دغا باز۔ اسمٰعیلیہ!

میرے آقا یہ موقع غصہ کا نہیں ہے۔ کچھ دیر بعد غصہ نکالنے کا موقع ملیگا۔ میں آپکی بی بی کے کمرے میں جانیوالا ہون۔ آمنہ مجھے وہاں لیجائیگی آپ کسی مناسب جگہ پر پوشیدہ رہیں اور جب یہ فن اسمٰعیلیہ کے پاس مجھے پہونچا کر باہر نکلے آپ اسکا ہاتھ پکڑ لیں۔ لیکن مارین نہیں پھر آپ اپنی بی بی کے کمرے میں قدم رنجہ فرمائیں اور دروازے سے کان لگا کر اس کی گفتگو سماعت کریں اور جب میں اشارہ کروں اندر آجائیں میرے آقا ایکبار معاف کیجئے ابھی اس کا ذکر کسی سے نہ کیجئیگا

پاشا۔ ہاں ہاں میں قسم کھاتا ہوں۔

خلیل۔ خاموش! کسی کے آنے کی آواز آتی ہے۔ بس یہ آمنہ ہے۔ حضور اس پردے کی اوٹ میں ہو جائیں وہاں سے تماشہ ملاحظہ کریں۔

پاشا پردے کے اندر چھپ گیا۔ آمنہ آئی اور بولی۔

حضور چلیے۔ اسمٰعیلیہ آپکا انتظار کر رہی ہیں۔

خلیل۔ (نرمی کے ساتھ) اچھا۔ تو آگے آگے چل۔ میں تیرے پیچھے چلتا ہوں۔ خلیل اسمٰعیلیہ کے کمرے میں جاکر مسہری پر بیٹھ گیا۔ جہاں مخملی پردہ جو راستے کے دروازے کو چھپائے تھا۔

پاشا کی بی بی حسب عادت مسہری پر تکیہ لگائے بیٹھی تھی۔ آمنہ کے جاتے ہی خلیل اسمٰعیلیہ کی طرف بڑھا اسمٰعیلیہ بھی آگے بڑھی گلے ملی خلیل نے دل میں یہ شعر پڑھا۔

آپکی شکل بھلی آپکی صورت اچھی — آپ کے طور برے آپ سے نفرت اچھی

خلیل۔ (سنجیدہ ہوکر) اسمٰعلیہ جان! آج ایک بات میری سن لو
اسمٰعیلیہ۔ دلبر! جانی کہتے کیوں نہیں۔؟
خلیل۔ مجھے یہ بتا دو کہ جو زہر میں نے دیا تھا اُسے کام میں لائیں یا نہیں۔
اسمٰعلیہ۔ میں تیرے کہنے سے سب گناہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔
اسمٰعیلہ۔ جان! ابھی موقع ہاتھ نہیں آیا۔ ورنہ اب تک کمبخت کا کام تمام کر چکی ہوتی۔
خلیل۔ کیا تجھے پاشا کی موت کا افسوس نہ ہوگا۔
اسمٰعلیہ۔ بیشک۔ بس اُس کا افسوس نہیں کہ سچی میں تیری ہو کر رہونگی۔ یہ کہکر اس نے اپنے ہاتھ خلیل کی جانب بڑھائے خلیل ہاتھ جھٹک کر کچھ دور ہٹ گیا۔
خلیل۔ ارے ادب مردار تیرا راز افشا ہو گیا۔ میں نے تیری آزمائش کے لئے لوکس اور جوبین کو بھیجا تھا۔ آجکل قسطنطنیہ میں جو دریدہ خون ہو رہے ہیں۔ یعنی جو لاشیں باسفورس میں نظر آتی ہیں وہ تیرے ہی مظالموں کا ثمرہ ہیں تو آشنہ کے ذریعے سے جوان مردوں کو بلاتی ہے اور جب وہ واپس ہوتے تھے تو حبشی مسرور کا شکار بنتے تھے۔ زخمی لاشیں تہ خانے کے اندر جو دروازہ سے جہاں پاشا کا خزانہ ہے پانی میں ڈالا ہوا کرتا تھا اور اس طرح وہ لاشیں بہتی ہوئی باسفورس کے ساحلوں پر پہنچتی تھیں۔ افسوس۔ مردار تو نے بڑا غضب کیا میرے آقا ذرا ادھر آئیے۔
خلیل کون تھا۔ خلیل سلطان قسطنطنیہ کا کلاں شاہزادہ تھا اسکے پاس شاہی مہر کی انگوٹھی تھی جسکی وجہ سے سب پر اس کا اثر پڑتا تھا۔ غیر اب دو باتیں اور حوالہ قلم کرتا ہوں اسمٰعلیہ اور آشنہ قسطنطنیہ کی جیل میں قید کی گئیں۔ مسرور حبشی بھی گرفتار ہو کر جیل میں ڈال دیا گیا۔ گلنار شیریں لوکس اور جوبین کے ازدواج میں آئیں۔ زلیخا کا بڈھا باپ حسن آفندی قید سے نجات پا گیا۔ زلیخا کا عقد خلیل سے باندھا گیا۔ اہل قسطنطنیہ کی پریشانیاں رفع ہوئیں۔ خلیل نے کہا اسی سراغ لگانے کے لیے میں نے اپنے باپ شاہ قسطنطنیہ سے عاریتاً انگوٹھی لی تھی دل تابان پاشا کو عورتوں سے نفرت ہوگئی اور ہمارا قصہ ختم ہوا۔ ہم نہیں کہہ سکتے آپ لوگوں کو اس سے عبرت ہوئی یا نہیں خیر اب رخصت

تمام شد

رابعون بنگالی

ایک بڑا بعوین بنگالی کی شہرۂ آفاق ناکامیاب سُرغ رسانیوں کا بہت ہی پُر لطف اور عجیب ناول

ناول

دلچسپ، عجیب و غریب، حیرت انگیز۔ ایک عجیب و غریب دلچسپ اور پیچیدہ افسانہ

بازاری اور ناپاک عشق لٹ جاتا ہے۔ اس ناول میں بہت ہی پُر لطف رنگ ہے۔ حُسن و عشق کی آمیزش اور دلچسپ قیمت صرف چار آنے

لاڈو بیگم

لاڈو بیگم کے روز نئے نئے چونچلے۔ بدمزاجی اور چھچھورپن کا انجام۔ لاڈو بیگم ذات پات، صورت شکل کی بری نہ تھی مگر مزاج بُرا تھا لیکن اس کی بدمزاجی نے گھر کو دوزخ کا نمونہ بنا دیا۔ آخر زمانہ کی ٹھوکر دن نے چونکا دیا اب جو ہوش آیا تو لاڈو بیگم کی قلب ماہیت ہو گئی اور اس نے اپنے اخلاق کی بدولت خاندان بھر کے دلوں کو تسخیر کر لیا۔ نہایت پُر لطف افسانہ ہے۔ قیمت فی جلد دو آنے (۲؍)

بیوی

واردات عشق

عشق و محبت کے دو قصے جو ایک ساتھ شروع ہو کر ایک ساتھ اپنے انجام پر ختم ہوتے ہیں۔ عشق صادق کے کرشمے۔ زندہ دل اور خوش مذاق حسن پرستوں کی زندہ تصویریں۔ کالج لائف کی خوش مستیاں وغیرہ۔ قیمت صرف چار آنے ۴؍

بچھڑوں کا ملاپ

ایک شیر خوار بچہ کا دریا میں بہنا۔ والدین کا صبر و استقلال۔ بعد کو ایک گھڑیال کا بچہ کی جان بچانا اور اس کا ایک شریف خاندان میں پرورش پانا۔ آپنے اعزہ و اقربا سے ایک موقع پر ملاقات۔ والدین کی خوشیاں۔ بہت بڑی جائداد کا مالک ہو جانا۔ بہت دلچسپ افسانہ ہے۔ قیمت ۳؍

ہوائی بندوق

ایک دلچسپ اور حیرت انگیز جاسوسی کا افسانہ۔ شرلک ہومز نامی جاسوس کی حیرت خیز داستان ... ایک انوکھی ہوائی ...

قیمت ۲؍

ناول

شیخ چلی

ہے سر کی ضرورت

انکے کرتب لکھنؤ آفاق میں بتا ہے پڑھے
سکے منصوبے دیکھ کر پیٹ میں بل پڑ جاتے ہیں
نہیں آپ کے جو صاحب بیت میں - وہ جا
بہت والوں سے کھیل ہے - مشہور ہے
کے لیے بچوں کا ادنی کا کیسے
لینا آپ کی بہادری کا دنیا پر غصہ
سکھیوں کا سکار آپ سے تھی اور آپ ہے
غمگین اپنے زمانے کی حالت پر ضرور ہے
ایسے ... کی ادا کی ایسی ہے ... قیمت صرف ۱۲
کے ... ہیں

چھیا

شیخ چلی کے پڑھنے والے قدرت کیا پڑھیں گے شکستہ
دل البتہ اسے پڑھ کر تسلی پا سکتے ہیں چوٹ کھائے
ہوؤں کے لیے انہیں کی آواز بازگشت ہے قیمت ۱۲

دلِ درد

درد دل کی ... ہی ہیں
اے خدا ترس ... کوئی مددگار نہیں
ایک دو ... کی الفت اور پاک
محبت حسن و عشق کی ... عاشقی
حسین ... کی ... کا ...
قیمت ۲ ... آنے

چین رانی

پرتھی راج کے زمانے کا ایک تاریخی ناول
شہاب الدین اور پرتھی راج کی معرکہ آرائیاں
مسلمان دلیروں کی جان بازی اور سرفروشی -
راجپوتوں کی بہادری - رزم و بزم کے سین تاریخ
کی ... قصہ کا قصہ حسن و عشق کی داستان نے
ناول کا لطف دوبالا کر دیا ہے -
قیمت صرف چار آنے (۴)

نظیرِ عشق

عشق و محبت کی سچی داستان جوشِ محبت میں مصیبت
اٹھانا عشقِ صادق کا اثر - عاشق و معشوق کا باہم
ہونا سبق آموز زندگی کی ابتدا - قیمت ۴

بوڑھا دولہا

بوڑھے مرد کا ایک کم سن لڑکی کے ساتھ شادی
کرنے کا خراب نتیجہ لڑکی کا صبر و شکر کے ساتھ
اپنے جذبات کا روکنا اور ماں باپ کے
کی لاج رکھنا - نہایت پُر لطف پیرایہ
اور ظرافت آمیز انداز میں حوالۂ قلم ہوا ہے
انجام ... عبرت ناک ہے قیمت ۴